ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۴ جون ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین۔ لاہور
ڈیڑھ روپیہ

حدیث اور معاشرت

ترجمہ: محمد منصور الزمان صدیقی

بہترین مسلمان

جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان اذیّت نہ پائیں وہ سب سے بہتر مسلمان ہے۔ (مفہوم بخاری)

منافق کی پہچان

منافق کی تین نشانیاں ہیں (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو خلاف عمل کرے (۳) امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

نفاق کی علامت

چار باتیں جس میں ہوں وہ منافق ہے۔ ان میں سے اگر ایک عادت ہوگی تو جب تک وہ اس کو ترک نہ کردے اس میں نفاق کی خصلت رہے گی۔ چار باتیں یہ ہیں:-

۱۔ امین بن کر خیانت کرے

۲۔ بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) وعدہ یا معاہدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (۴) لڑے جھگڑے تو بیہودہ گوئی کرے یعنی گالیاں دے (بخاری)

فسق وکفر

مسلمان کو گالی دینا یا (برا بھلا کہنا) فسق ہے۔ اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔ (بخاری)

اہل وعیال کا خرچ

مرد جب اپنے اہل خانہ پر ثواب سمجھ کر خرچ کرے تو وہ اس کے حق میں صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔ (بخاری)

فتنۂ جاریہ

جب کوئی جان ظلم سے قتل کی جاتی ہے تو اس کا کچھ نہ کچھ گناہ آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) کو ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کی رسم ڈالی۔ (بخاری)

تبلیغ کی اہمیّت

میری باتوں کو لوگوں تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کا ذکر بھی کرو تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں جو شخص قصداً مجھ پر جھوٹ بولے تو اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے۔ (بخاری)

بہتر شخص

تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اخلاق میں تم سب سے بہتر ہو۔ (بخاری)

منشّیات

تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔ (بخاری)

دیندار سے نکاح کرو

عورت سے چار باتوں کے سبب نکاح کیا جاتا ہے یعنی مال و دولت، حسب و نسب، خوبصورتی اور مذہب کے سبب — تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تجھ کو چاہئے کہ دیندار کو حاصل کر۔ (بخاری)

یتیم کی کفالت

میں اور یتیم بچے کا کفیل دونوں جنّت میں اس طرح ہونگے یہ فرماتے ہوئے آپؐ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو تھوڑے فرق سے ملا کر دکھلایا۔ (بخاری)

بیوہ عورت

مسکین اور بیوہ عورت کے ساتھ سلوک کرنے والا شخص فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے شخص کے مانند ہے یا رات بھر عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کی مانند ہے۔ (بخاری)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان
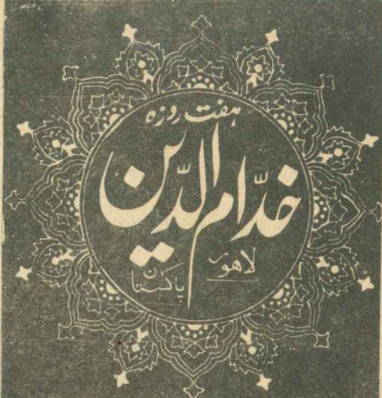
جلد ۲۷ شمارہ ۴۹
جمعۃ المبارک ۱۱ رشعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
عبد الرشید انصاری — کراچی
ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی

دفاتر

کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ، پہلی چورنگی ناظم آباد، کراچی۔ فون — ۲۱۱۴۴۲

لاہور: خدام الدین مرکز، اندرون شیرانوالہ دروازہ۔ فون ۶۴۹۱۴

بدل اشتراک

سالانہ	۶۵ روپے
ششماہی	۳۳ روپے
سہ ماہی	۱۷ روپے

فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

سالانہ خریداری برائے غیر ممالک
بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۰۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، ابوظہبی، شام	۲۴۰ روپے
انگلینڈ، یورپ	۲۹۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا	۲۶۵ روپے
افریقہ (برّ اعظم)	۴۰۵ روپے
ہندوستان، افغانستان	۱۶۰ روپے

ناشر مولانا عبید اللہ انور طابع الٰہی بخش
مطبع کامویر پرنٹرز ۴۸۰ ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور

آسماں راحق بود گر خوں ببارد بر زمیں

گذشتہ شمارہ میں حضرت المخدوم الشیخ محمد زکریا صاحب نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے سانحہ ارتحال کے سلسلہ میں ایک مختصر سا نوٹ پریس سے کاپی واپس منگوا کر لکھا گیا۔

۲۴ رمئی کی عصر کے قریب مدینہ طیبہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً میں آپ کا انتقال ہوا مسجد نبوی میں نماز جنازہ ادا ہوئی اور بقیع غرقد میں تدفین —— مدینہ طیبہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی نسبت سے وہ بستی ہے جس پر صبح و شام اللہ تعالیٰ کے لاکھوں فرشتے اترتے اور ہدیہ ہائے صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں — اس شہر مقدس میں حاضری و قیام کی تمنّا اَن گنت صلحاء امت کے دل میں کروٹیں لیتی رہی۔ اور ہزاروں ہزار ایسے خوش قسمت تھے جنھیں اس شہر کا قیام نصیب ہوا تو وہاں ابدی آرام گاہ بھی نصیب ہوئی — حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے احساسات کا تو یہ عالم تھا کہ فریضہ حج ادا کرنے کے بعد بارِ دگر اس مقصد کے لئے بھی مدینہ طیبہ سے نہ نکلے مبادا دوسری جگہ موت واقع ہو جائے۔ یہ طرزِ عمل ہزاروں صلحاء امت کا رہا اور اس دَورِ آخر میں وہ طائفہ منصورہ اور جماعت مقدسہ جس کو ان دیار میں "جماعت دیوبند" کہا جاتا ہے کے سینکڑوں اکابر و صلحاء نے حرمین شریفین میں حاضری دی اور آج ان میں سے متعدد کی آخری آرام گاہیں وہاں موجود ہیں —— حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہی مردانِ خدا میں سے تھے جیسا کہ ہم نے عرض کیا سرزمین کاندھلہ کا وہ چشم وچراغ جسے بارگاہِ رشیدیؒ میں بچپن کی زندگی میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور حضرت امام گنگوہیؒ نے اس فرزند سعید کی نیک بختی و سعادت مندی اور روشن مستقبل کی پیشین گوئی کی۔ والد تھے تو مولانا محمد یحییٰ جیسے منتظم اور مدبر انسان، چچا تھے تو مولانا

محمد الیاس جیسے مرد حر۔ جو دین اسلام کے لئے ہمہ وقت مضطرب و بے چین رہتے۔ اور جن کی کوشش و محنت آج ساری دنیا میں تبلیغی جماعت کی شکل میں نظر آ رہی ہے ——— شیخ زکریا قدس سرہ کو حضرت فخر المحدثین مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے اساتذہ میسّر آئے۔ حدیث کی معروف کتاب "ابوداؤد" کی ایسی قابل قدر شرح لکھی کہ دنیائے اسلام عش عش کر اٹھی۔ اس خدمت میں مولانا محمد زکریا بھی شریک تھے۔ کہتے ہیں "بذل المجہود" کی تکمیل مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تو حضرت نے شیوخ و علماء کی دعوت کی اور پھر اس خادم حدیث رسول کو مدینہ طیبہ میں ہی آخری آرام گاہ نصیب ہوئی۔

شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کو گنگوہ شریف کے علاوہ رائے پور شریف، تھانہ بھون، خانقاہ مدنی دیوبند اور دوسری تمام خانقاہوں کے اکابر و اسلاف کا بھرپور اعتماد حاصل تھا۔ اور ہماری نظر میں حضرت الامام لاہوریؒ اور حضرت الشیخ زکریا دو ایسے بزرگ تھے جنہیں اپنی جماعت مقدسہ کے تمام طبقات کا بھرپور اعتماد حاصل تھا۔ اور آپ کے ایک ہندی سوانح نگار نے انہیں جو "نور چشمان الاکابر" لکھا وہ بالکل صحیح ہے۔

ظلمت کدہ ہند کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے بعد عالم اسلام کی سب سے بڑی درسگاہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں نصف صدی کے قریب انہوں نے حدیث کی خدمت کی۔ اور سچ یہ ہے کہ مدرسہ مظاہر العلوم کی بعض خصوصیات و امتیازات ایسے ہیں کہ باید و شاید؟

حضرت الشیخ ایک عرصہ سے مختلف النوع عوارضات کا شکار تھے لیکن ان کے مشاغل میں رتی برابر فرق نہ آیا۔ حدیث یار سے شغف، عصر کے بعد کی مجلس میں اچھی اور نئی کتابوں کی سماعت، ہزاروں آمدہ خطوط کے جواب۔ زیر تربیت حضرات کی اصلاح باطن، ان گنت مدارس کی سرپرستی، تبلیغی تحریک کے لئے بھاگ دوڑ اور تصنیف و تالیف سبھی کام تو جاری تھے۔ آپ کے متعدد مسودات ایسے ہی پڑے تھے، آپ کے عزیز نواسے محب مکرم مولانا محمد شاہد صاحب کے ذوق تصنیف و تالیف نے ان میں سے اکثر کو قوم کے سامنے پیش کر دیا۔ حدیث میں بخاری اور موطا امام مالک کی لاجواب شروح آپ کا وہ کارنامہ ہیں کہ سبحان اللہ۔ ان کے علاوہ متعدد تصانیف ہیں، جن میں تبلیغی نصاب کے وہ رسائل بھی ہیں جو بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر لاکھوں انسانوں کی اصلاح کا ذریعہ بن چکے ہیں اور متعدد زبانوں میں ان کے تراجم ہو چکے ہیں ———

اب ایک عرصہ سے آپ مدینہ طیبہ میں مقیم تھے۔ وہاں بھی ذکر و فکر اور اصلاح باطن کا سلسلہ جاری تھا اس دوران افریقہ، یورپ اور پاکستان کے سفر ہوئے۔ رمضان میں اعتکاف کا سلسلہ ہر جگہ ہوا ہزاروں شریک تھے اور شیخ الحدیث سب کے میزبان! خاص طور پر افریقہ اور یورپ میں ان اسفار کی بدولت اللہ تعالےٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی۔

خدام الدین اپنی جماعت کے اس مرد عظیم و جلیل، محدث عصر، برکت زمن، استاذ الاساتذہ اور شیخ الشیوخ کے سانحہ ارتحال پر اپنے دل میں وہ کسک محسوس کرتا ہے جو کسک دنیائے اسلام نے امام ابوحنیفہ، امام بخاری، امام ابن تیمیہ، حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم جیسے حضرات کے سانحہ ارتحال پر محسوس کی۔ واقعتہ آپ اس سلسلۃ الذھب کی کڑی تھے۔ آیت من آیات اللہ کہنا آپ کو بجا ہے اب ایسے لوگ کہاں؟ ایسے صاحب دل، ایسے عابد شب زندہ دار، ایسی محبت فرمانے والے، قرآن و حدیث کی گتھیاں سلجھانے والے، اے کاش موت کا ہاتھ ٹوٹ جاتا لیکن ایسا کیسے ہوتا؟ اس سے تو کوئی نہ بچا۔ وہ محمد عربی علیہ السلام بھی اس راہ سے گزرے

(باقی ۱۳ پر)

مجلس ذِکر

ضبط و ترتیب: خالد سلیم

خواجہ اجمیریؒ نے ۹۰ لاکھ انسانوں کو کلمہ پڑھایا!!

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:———

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم ذکر اللہ کے لئے مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ حضرت لاہوریؒ نے ذکر کا یہ سلسلہ شروع کیا۔ انہی کی بدولت ہمیں اللہ کا نام لینے کی سعادت نصیب ہوئی، اللہ تعالےٰ ان کی قبر اور دوسرے بزرگانِ دین کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

انہی بزرگانِ دین کی طفیل دین اسلام ہم تک پہنچا اور یہی جہنم سے نجات کا ذریعہ بنے۔ ان میں سے ایک اللہ کے دوست اور ولی حضرت معین الدین چشتیؒ تھے۔ آپ نیشا پور دین کی تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ بعد میں بغداد گئے پھر حرمین شریف کا سفر کیا۔ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اشارہ ہوا کہ ہندوستان جاؤ اور اسلام کی خدمت کرو۔ آپؒ لاہور تشریف لائے۔ ۴۰ دن کے قیام کے بعد ملتان تشریف لے گئے اور وہاں سے ہندوستان گئے آپؒ پر اللہ تعالےٰ کی رحمت اتنی زیادہ تھی کہ آپؒ کو جو بھی دیکھتا کلمہ پڑھتا اور مسلمان ہو جاتا۔ آپؒ جہاں جہاں گئے توحید پھیلاتے گئے لوگوں کو اللہ کا نام سکھاتے گئے اور کفر و شرک مٹاتے گئے۔ لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج ان کی قبر پر بت پرستی ہوتی ہے، سجدہ ریزی ہوتی ہے ——— یہ ہماری بدبختی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دہلی کا کوتوال بہت سخت بت پرست تھا۔ اُس نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خنجر چھپا کر قتل کے لئے جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کے رعب و دبدبے کی وجہ سے اُس کے ہاتھ سُن ہو گئے۔ خوف سے کانپنے لگا۔ اور خنجر ہاتھ سے گر گیا۔ قوتِ گویائی آنے پر حضرت کے پاؤں گر گیا اور معافی مانگی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا نام خواجہ حمید الدین ناگوری کے نام پر حمید الدین رکھا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ۹۰ لاکھ لوگوں نے آپ سے کلمہ پڑھا———!

آپ سے چشتی سلسلہ بیعت شروع ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب ۰ علوی

سیرت نبوی قرآنی

سرورِ کائنات علیہ السلام کی گھریلو زندگی

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد از خطبہ مسنونہ :-
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

والذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریٰتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ۔ (الفرقان ع ۶)

سیرت نبوی قرآنی کے سلسلہ میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ آپ متعدد خطاب ملاحظہ فرما چکے ہیں اب گویا یہ آخری خطبہ ہے۔ اور ممکن ہے اس کے بعد ایک اور خطبہ ہو۔

بنیادی بات یہ ہے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں پیغمبران خدا کا تصور بالکل الگ الگ ہے ۔ دوسرے مذاہب اس طبقہ مقدسہ کے متعلق ایسا خیال کرتے ہیں کہ وہ راہب اور تارک الدنیا ہیں ۔ دنیا اور اس کے متعلقات سے ان کا کوئی تعلق نہیں جبکہ اسلام یوں کہتا ہے کہ ان کی زندگی ہر اعتبار سے بڑی بھرپور ہوتی ہے اور وہ گویا جام شریعت اور سندانِ عشق ساتھ ساتھ لے کر چلنے والے اور قعرِ دریا میں اتر کر اپنے دامن کو بچانے والے حضرات ہوتے ہیں۔

سورۃ الفرقان کی جو آیت آپ نے ملاحظہ فرمائی، وہ عباد الرحمٰن کے اوصاف کے ضمن میں ذکر کی گئی ہے اور ان ہی بندگانِ خدا کے منہ سے یہ دعا کرائی گئی کہ وہ کہتے ہیں :-

”اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا سردار بنا دے ۔“

پیغمبر اور خواہش اولاد

اس طبقہ مقدسہ کو دیکھیں اولاد کی تمنا اور خواہش برابر جاری ہے ۔ حضرت زکریا علیہ السلام عرض کرتے ہیں ۔ ”میرے اللہ! مجھے لاوارث نہ رکھیو گو کہ سب سے بڑا وارث تو ہی ہے ۔“ (انبیاء) سورۂ مریم میں یہ دعا کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے اور آل عمران میں بھی یہ واقعہ اور دعا بسط کے ساتھ بیان ہوئی ہے ۔

قرآن عزیز نے بہت سے انبیاء کا ذکر کیا اور کئی ایک کے ساتھ اہل و عیال کا بھی ذکر ہے ۔ دوسرے انبیاء کے اس قسم کے ذکر کے بعد رسول کریم علیہ السلام جو صاحب اسوۂ حسنہ ہیں ان کا ذکر لابدی تھا اور اس طرح کہ ان کے عیال کا بھی ساتھ ہی ذکر ہو ۔ رسول کریم علیہ السلام کی اس اہلی زندگی کے ضمن میں کہیں تو ازواج کا لفظ ہے کہیں نساء کا اور دونوں ہی جگہ کثیف جمع کے ساتھ ۔ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کی ایک سے زائد بیویاں تھیں ۔ سورۂ تحریم کی ابتدائی آیت میں لفظ ازواج ہے ۔ تو الاحزاب میں نساء کا لفظ ہے اور ارشاد ہے ”اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی مانند نہیں“۔ اور اس ایک آیت پر منحصر نہیں ۔ اس سورۃ میں بار بار اس کا ذکر ہے جس نے تعدد کو ثابت کر دیا ہے تاہم نفس تعداد پر کسی شرعی مسئلہ کا انحصار نہ تھا اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا جبکہ اس کی تصریح سیرت و حدیث کی کتابوں میں ہے ۔

ازواج النبی

ان ازواج مطہرات کا مرتبہ عام مسلمان عورتوں سے بہر طور بلند تھا جبکہ ذمہ داریاں بھی زائد تھیں ۔ اس آیت کو بار دگر ملاحظہ کریں جس میں ہے کہ اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ۔ ساتھ ہی ہے ”اگر تقوےٰ اختیار کئے رہو“ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اس پر ثابت قدم رہیں تو ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی ۔ ارشاد ہے کہ اگر تم میں سے کوئی بے ہودگی کرے گی جو دوہرے عذاب کی مستحق ہوگی اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی تو اسے اجر بھی دوہرا ملے گا (الاحزاب) شریعت کے قوانین کی عام پابندی کے ساتھ ساتھ کچھ خصوصی احکام بھی تھے جن کی یہ پابند تھیں ۔ الاحزاب میں ہے :-

”تم بولنے میں نزاکت نہ اختیار کرو ۔ اس کے نتیجہ میں وہ لوگ جن کے دلوں میں کھوٹ ہے توقعات قائم ہونے لگیں گی بات کرو تو کھری اور گھر میں قرار سے رہو اور جاہلیت کا بناؤ سنگار ظاہر نہ کرو، نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرتی رہو، اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور اللہ کو یہ منظور ہے ۔ اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک صاف رکھے ۔ اور اللہ کی عنایت اور اس علم کو یاد رکھو جن کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے ، بے شک اللہ تعالیٰ رازداں اور خبردار ہے ۔“

اہل بیت

اہل بیت کے لغوی معنی میں کتنی ہی تعمیم ہو لیکن جس سیاق میں یہ لفظ آیا ہے اس کا کھلا کھلا اطلاق صرف اور صرف ازواج مطہرات پر ہوتا ہے ۔ ان تمام آیات کو سامنے رکھیں چند امور سامنے آئیں گے ۔

۱۔ ساری امت کے لئے جو قانون شریعت تھا اس کی یہ بھی پابند تھیں ۔ رسالت مآبؐ سے تعلق کی بنا پر کسی ضابطہ سے مستثنیٰ نہ تھیں ۔ بلکہ اللہ کا رسولؐ بھی کسی ضابطہ اور قانون سے مستثنیٰ نہ تھا ۔

۲۔ دوسری خواتین سے بڑھ کر پاکبازی اور طہارت نفس کا معیار ان کے لئے مقرر تھا ۔

۳۔ گھروں کے اندر رہنے اور بلا ضرورت باہر چلنے پھرنے کی انہیں اجازت نہ تھی ۔ اور پردہ کی سخت تاکید تھی ۔

۴۔ نبوت سے اس نسبت کے پیش نظر خطاؤں اور لغزشوں پر گرفت زیادہ تھی اور پردہ کی سخت تاکید تھی ۔

۵۔ یہ اعزاز و اکرام کی بات ہے آیات الٰہی کے چرچے کے ضمن میں ”بیت النبی“ کے بجائے بیوتکن فرمایا گیا اور مکانات کی نسبت ان محترمات کی طرف ہوئی ۔

سادگی

یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ چھٹی ساتویں صدی کا تمدن آج کے تمدن سے بالکل مختلف تھا آج کی طرح طویل و عریض قطعات پر محل نما مکانات، کئی کئی کمرے اور یہ چیزیں نہ تھیں ۔ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی جائے سکونت ایک ہی حجرہ پر مشتمل تھی ۔ ازواج مطہرات کے تعدد کے سبب حجرے متعدد تھے لیکن ہر ایک کے حصہ میں بہر طور ایک ہی مختصر حجرہ تھا ۔ باری باری حجرات میں قیام ہوتا ۔ مجلس باہر مسجد میں ہوتی ۔ وہی آپ کا سیکرٹریٹ تھا

وہی تعلیم گاہ وہی تربیت گاہ —

الحجرات میں عرب کے بادیہ نشینوں کو شائستگی کا سبق پڑھایا کہ نبیؐ کے حجرات سے باہر کھڑے ہو کر آوازیں نہ لگاؤ ان کی باہر آمد و تشریف آوری کا انتظار کرو۔ ان کی معاشرت کیسی تھی؟ اس کا ذکر الاحزاب میں ہے:۔

"اے نبیؐ! اپنی ازواج سے فرما دیں اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی بہار مطلوب ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر لطف و خوبی سے رخصت کر دوں۔ اور اگر اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کی تم طالب ہو تو اللہ نے تم جیسے نیک کاروں کے لئے اجر عظیم بنا رکھا ہے"۔

وہ سب نیک تھیں اور جب انہیں یہ اختیار دیا گیا تو سب نے دنیوی بہاروں کو چھوڑ کر کاشانۂ نبوت کی زہد و تقشف والی زندگی کو پسند فرمایا اور کسی ایک نے بھی ایک لمحہ کے لئے ایسی بات نہ سوچی کہ دنیوی آسائشوں کے لئے کاشانۂ نبوت کی غلامی ترک کر دے (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ ایثار و قربانی جب ہی ممکن ہے کہ آدمی اپنا پیٹ مار کر رہے اور دنیوی آسودگیوں سے دامن کھینچ لے۔ رسول کریم علیہ السلام ان کی جتنی دلجوئی فرماتے اس کا اندازہ التحریم کی ایک آیت سے ہوتا ہے کہ آپ نے بعض ازواج کی دلجوئی کی غرض سے شہد کا استعمال چھوڑ دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تنبیہ اس لئے ہوئی کہ اگر نبی مستقلاً کسی نعمت سے ہاتھ کھینچ لے تو اس کی حلت متاثر ہوتی ہے اور پھر آئندہ چل کر امت کے عام افراد اس کو ضابطہ سمجھ لیتے ہیں۔ جس سے لازماً نقصان ہوتا ہے۔

اور اسی واقعہ کے ضمن میں آئندہ جو آیات ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن صاف کرنا چاہتا ہے اس مسئلہ کو کہ نبی کی زندگی جنت کی نہیں اسی خاکدان عالم کی زندگی ہے اور یہ اس لئے کہ آپ صاحبِ اسوۂ حسنہ ہیں۔

دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ کیسے ہی حالات آتے آپ نے حسن معاشرت ہی کا مظاہرہ فرمایا۔ جو خواتین کا گویا حق ہے۔

تیسرا سبق یہ ملا کہ حضور علیہ السلام نے اس راز کے افشا ہونے کو اپنی کشف و کرامت نہیں فرمایا بلکہ اسے خدائے علیم و خبیر کی خبر پر محمول کیا اور آئندہ چل کر توبہ کی توجہ دلائی گئی۔ اور فرمایا گیا کہ اگر یہ رویہ نہ بدلا گیا تو نبی کے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ، جبریل امین، نیک مسلمان سب اسی کے رفیق ہیں اور فرشتے بھی مددگار۔

اس میں تفسیری طور پر نکتہ یہ ہے کہ ہر بیوی طبعی طور پر یہ سمجھتی تھی کہ میں سب سے زیادہ آپ کے قریب ہوں۔ اور طبعاً یہ غلط بھی نہ تھا۔ یہاں تو رحمتوں کا یہ عالم تھا کہ ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ آپؐ کو مجھ سے پیار ہے تو بیویاں ایسا کیوں نہ سمجھتیں؟ لیکن چونکہ اس میں دوسروں کے حقوق کے اتلاف کا بھی خطرہ تھا اس لئے تنبیہ ہوئی اور آیت کریمہ سے اس بات پر روشنی پڑ گئی کہ جس کی تائید و نصرت کے لئے خود اللہ تعالیٰ موجود ہو اور فرشتے اور صلحاء امت بھی۔ اس لئے اسے کوئی سازش نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ آگے بڑھے تو اس ضمن کی تیسری آیت میں یہ بھی ذکر ہو گیا کہ نبی کی ذات اقدس کے لئے ازواج کی کمی نہیں اس لئے کسی خوش فہمی کا شکار رہنا مناسب نہیں یہ طلاق کی شکل میں تبادل بیویوں کے لئے جن خصائص و کمالات کا ذکر ہے ان کے مطابق جب یہ نظر آتا ہے کہ طلاق کی نوبت کسی کو بھی نہیں آئی تو معلوم ہوتا ہے کہ ان قرآنی خصائص و کمالات کا یہ بیویاں

(باقی ۱۹ پر)

مکتوبِ گرامی

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ و تشریح: ڈاکٹر خورشید احمد فارق دہلی

ہجرت کے بعد چند سال کے اندر رسول اللہ نے عربوں کے لمبے چوڑے ملک میں اسلام کی دعوت پہنچا دی اور تعلیم قرآن کی بنیاد رکھی۔ ذہنی انقلاب کا کام ابھی ابتدائی منزلوں میں تھا کہ آپؐ نے وفات پائی۔ آپ کے انتقال سے جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ نکلا۔ عربوں کا سوادِ اعظم اسلام سے باغی ہو گیا۔ قریش اور ثقیف اور دوسرے چند چھوٹے چھوٹے قبیلوں کے علاوہ جو رسول اللہ کی صحبت اور تربیت سے زیادہ فیضیاب ہوئے تھے، برعظیم کے بیشتر عربوں نے یا تو زکوٰۃ روک لی یا مرتد ہو گئے۔ رسول اللہ کے محصّل زکوٰۃ اور معلّم قرآن اپنے اپنے صدر مقاموں سے بھاگ آئے۔ اسلام سے بغاوت کے کئی سبب تھے:

(۱) نئے مذہب کی اخلاقی و اجتماعی پابندیوں سے عام انحراف

(۲) زکوٰۃ سے بددلی اور

(۳) قبائلی سرداروں کی اپنے اقتدار میں کمی اور مدینہ کی ماتحتی سے ناگواری

رسول اللہؐ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ کے تین بڑے حریف تھے۔ یمن میں اسود عنسی، یمامہ میں مسیلمہ اور نجد میں طلیحہ۔ اسود عنسی کا خاتمہ تو جلد ہو گیا، لیکن مسیلمہ اور طلیحہ کا زور برابر بڑھتا رہا — مسیلمہ کے قبیلہ کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ اس کا مرکز یمامہ، مکہ اور مدینہ کے بعد ملک کا سب بڑا اور خوشحال شہر تھا۔ جس میں کئی مضبوط قلعے بھی تھے۔ طلیحہ کا نفوذ اتنا بڑھا کہ مرکزِ خلافت کے قریب کے کئی قبیلے باغی ہو کر اس سے مل گئے اور مدینہ پر خطرہ منڈلانے لگا۔

بارہ ربیع الاول ۱۱ھ کو ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو حالات بہت نازک تھے۔ اسلام کا نوخیز پودا حوادث کی صرصر سے کانپ رہا تھا۔ رسول اللہ کے ساتھیوں میں سے کئی سربرآوردہ لیڈر نئے خلیفہ کے انتخاب سے ناراض ہو کر ترکِ موالات کئے ہوئے تھے۔ مدینہ کے منافق خوش تھے کہ نئے مذہب کی بساط الٹ رہی ہے۔ مدینہ سے باہر ملک کے گوشہ گوشہ میں خاص و عام اسلام کی بندشوں سے نکلنے کا اعلان کر رہے تھے۔ سرکاری آمدنی جو زکوٰۃ کی صورت میں آتی بہت کم ہو گئی تھی۔ مختصر یہ کہ خلافت کی کشتی بھنور میں آ پھنسی تھی۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خدا کا خاص کرم تھا۔ وہ ان تمام خطرات اور مشکلات سے زیادہ متاثر نہ ہوئے بلکہ خطروں اور مشکلات نے ان میں ہمیشہ سے زیادہ عزم پیدا کر دیا۔ رسول اللہ کی صحبت اور اسلام کی محبت نے ان کو حیرت انگیز سکون قلب اور وثوق عطا کیا تھا۔ بارہ ربیع الاول ۱۱ھ کو خلیفہ ہو کر اُنہوں نے خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سب سے پہلے اُسامہؓ (بن زید) کی وہ مہم روانہ کی

روانہ کی جس کو رسول اللہ اپنے آخری ایام میں مشرقی اُردن بھیجنا چاہتے تھے، لیکن جو ان کی علالت سے رُک گئی تھی۔ اس مہم کو بہت سے سمجھ دار لوگ خلافِ مصلحت خیال کر رہے تھے، کیونکہ خطرہ کی گھنٹی بج چکی تھی اور مدینہ، بلکہ خود اسلام پر سیاہ بادل چھانے لگے تھے، لیکن ابوبکر صدیقؓ مصلحت اندیشی کی جگہ حکمِ رسول بجا لانا زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔ اُن کے اعتقاد میں بجا آوری حکم ساری خیر و برکت کا سرچشمہ تھا۔ چنانچہ آخر ربیع الاول میں اپنی خلافت کے دس پندرہ دن کے اندر اندر انہوں نے ایک فوج اسامہ کی سرکردگی میں شام بھیج ہی دی۔ اسامہؓ کے نکلنے کی خبر سارے ملک میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ مشہور ہوا کہ مرکزِ خلافت بالکل ننگا ہے۔ نہ وہاں باغیوں سے لڑنے کے لیے فوج ہے نہ خود اپنی حفاظت کے لیے۔ ہمارے بعض مؤرخ اس وقت کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

جب رسول اللہ کا انتقال ہوا اور اُسامہؓ اپنی مہم پر روانہ ہوئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ کہیں عام عرب اور کہیں خاص طور پر سردارانِ قوم۔ مسیلمہ اور طلیحہ نے اپنی سرگرمیاں بڑھا دیں اور خوب قوی ہو گئے۔ قبائل طی اور اسد کے عوام (مدینہ کے شمال اور شمال مشرق میں) طلیحہ کے جھنڈے تلے آ گئے۔ غطفان، اشجع اور ان عربوں نے بھی جو مختلف قبیلوں سے آ جمع ہوتے تھے (مدینہ کے شمال مشرق میں) اس کی بیعت کر لی۔ قبیلہ ہوازن (مکہ اور مدینہ کے وسط میں) متذبذب تھا، پر زکوٰۃ اس نے بھی بند کر دی۔ صرف ثقیف (مشرقی مکہ) اور اُس کے ساتھ جو مختلف قبیلوں کے لوگ رہتے تھے اسلام پر قائم رہے۔ جدیلہ اور اعجاز بھی ثقیف کی دیکھا دیکھی اسلام کے وفادار رہے۔ (مدینہ کے مغرب میں) بنو سلیم کے امرار مرتد ہو گئے اور ملک عرب کے باقی عربوں کا حال بھی یہی تھا کہ کہیں ان کے عوام نے بغاوت کی اور کہیں خواص نے۔ رسول اللہ کے سفیر یمن، یمامہ اور بنو اسد کے علاقہ سے لوٹ آئے۔ ان امرار کے وفد بھی واپس آ گئے جن کے پاس رسول اللہؐ نے خط بھیجے تھے اور ان سے اسود عنسی اور طلیحہ کی خبر لینے کو لکھا تھا۔ ان سفیروں اور وفدوں نے صورتِ حال سے حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا اور جو خطوط لائے تھے ان کو دکھائے۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا: بس کوئی دم جاتا ہے کہ تمہارے حاکموں کے قاصد ہر طرف سے اس سے بھی زیادہ کڑوی اور سخت خبر لے کر آتے ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ بہت جلد ہر طرف سے رسول اللہ کے حاکموں کے مراسلے آئے کہ ہماری علداری کے خاص یا عام عربوں نے بغاوت کر دی ہے۔ اور مسلمانوں کو طرح طرح کی جسمانی اذیتیں دے رہے ہیں۔ تین ماہ تک ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ کی طرح بگڑتے حالات کا مقابلہ کیا، یعنی حاکموں کے ایلچیوں کو بغاوت کا مقابلہ کرنے کے لیے مناسب احکام بھیجے اور پے در پے ہدایات بھیجتے رہے اور اسامہ کی واپسی تک اس وقتی تدبیر پر عمل کرتے رہے۔ (سیف بن عمر۔ تاریخ الرسل والملوک از ابن جریر طبری طبع اول مصر ۳/۳۲۱ - ۳۲۲)

مدینہ کے شمال، شمال مشرق اور شمال مغرب کے چھوٹے بڑے تقریباً ایک درجن قبیلوں نے جن میں کئی طلیحہ کے براہِ راست زیرِ اثر تھے، اُسامہؓ کی مہم کے خروج کے بعد آزاد ہونے یا زکوٰۃ سے نجات پانے کے لیے باہم معاہدہ کر کے مدینہ کو گھیر لیا۔ یہ متحالف قبیلے دو بڑے گروہوں میں بٹ گئے ایک گروہ جس میں بنو اسد شامل تھے اور جس کی قیادت طلیحہ کا نامزد جنرل حبال کر رہا تھا۔ مدینہ سے سات میل شمال مشرق میں بمقام ذوالقصہ خیمہ زن ہوا اور دوسرے گروہ نے جس میں عبس اور ذبیان کے قبیلے شامل تھے، ذوالقصہ کے عقب میں مغرب کی طرف ابرق کی چراگاہوں میں فوجیں

نخلستان میں فروکش تھا۔ خلیفہ نے زیادہ آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور مدینہ لوٹ آئے۔

یہ آخری معرکے تعزیری نوع کے تھے، عبس و ذبیان اور اُن کے حلیفوں نے اپنے کیے کی سزا پائی۔ اور ان کی چراگاہیں بھی ضبط کر لی گئیں، لیکن وہ نہ تو ارتداد سے تائب ہوئے اور نہ ان کا استیصال ہوا۔ مسیلمہ، طلیحہ اور دوسرے باغی بھی بدستور موجود تھے۔ اس لیے ابوبکر صدیقؓ نے بڑے پیمانہ پر قوت کا استعمال ضروری سمجھا۔ اسامہؓ کی فوج جب تازہ دم ہو گئی اور زکوٰۃ کی بڑھتی ہوئی آمدنی سے سامانِ جنگ جمع ہو گیا، تو آپ فوجیں لے کر ذوالقصہ کی چھاؤنی میں خیمہ زن ہوئے۔ گیارہ محاذ بنائے اور ہر محاذ کے لیے سالار مقرر کیے اس موقع پر خلیفہ نے دو فرمان لکھے ایک عرب قبائل کے نام اور دوسرا سپہ سالاران فوج کی ہدایت کے لیے پہلے فرمان کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خلیفہ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے خاص و عام کے نام خواہ وہ اسلام پر قائم ہوں خواہ مرتد ہو گئے ہوں۔ سلامتی ہو ان پر جو راہ راست (اسلام) پر قائم ہیں اور گمراہی کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا جو یکتا اور بے شریک ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو تعلیم وہ لائے ہیں اس کی حقانیت کا معترف ہوں اور جو لوگ اس تعلیم کو نہیں مانتے ان کو کافر قرار دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو تعلیم وہ لاتے ہیں اس کی حقانیت کا معترف ہوں۔ اور ان سے برسرِ پیکار ہوں۔ واضح ہو کہ خدا نے محمد کو سچی تعلیم کے ساتھ داعی الی اللہ، بشیر و نذیر اور سراج منیر (روشن چراغ) بنا کے بھیجا تاکہ انسانوں کو برائی سے ڈرائیں اور کافروں کے خلاف حجت قائم ہو۔ (لینذر من کان حیًّا و یحق القول علی الکافرین۔ (قرآن کریم) جن لوگوں نے محمدؐ کی بات مانی، خدا نے ان کو سیدھا راستہ دکھایا اور جو لوگ سیدھے راستہ سے روگرداں ہوئے ان کو رسول نے سزا دی حتیٰ کہ چار و ناچار ان کو مسلمان ہونا پڑا۔ (کچھ عرصہ بعد) جب رسول، خدا کا حکم نافذ کر چکے اور قوم کی خیر خواہی کا کام پورا کر چکے اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے تو آپ کا انتقال ہو گیا۔ موت کی خبر خدا آپ کو اور سارے مسلمانوں کو اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں پہلے ہی دے چکا تھا: تم کو مرنا ہے اور ان سب کو بھی مرنا ہے (انک میت وانھم میتون) تم سے پہلے ہم نے کسی بشر کو دائمی زندگی نہیں دی۔ اگر تم مر گئے تو وہ ہمیشہ تھوڑا ہی رہیں گے (وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفائن مت فھم الخالدون) خدا فرماتا ہے: محمدؐ بس رسول ہیں۔ اُن سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں، اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا اسلام چھوڑ دو گے اور جو اسلام چھوڑے گا وہ ہرگز خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور شاکرینِ نعمت کو خدا اچھا انعام دے گا (وما محمد الا رسول، قد خلت من قبلہ الرسل أفائن مات أو قتل انقلبتم علی اعقابکم؟ ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا و سیجزی اللہ الشاکرین) پس جو کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محمدؐ کا انتقال ہو گیا اور جو اللہ یکتا اور بے شریک کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ زیرِ نظر ہے۔ اللہ جو زندہ ہے۔ قائم بالذات ہے، جاوداں ہے جسے نہ نیند آتی ہے نہ غنودگی۔ جو اپنے سب کاموں کا دھیان رکھتا ہے۔ جو نافرمانوں کو سزا دیتا ہے۔

لوگو! میں تاکید کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور اس خوش بختی اور انعام کے مستحق بنو جو خدا تم کو دینا چاہتا ہے اور اس دستورِ زندگی پر عمل کرو جو تمہارا نبی تمہارے لیے لایا ہے۔ اور اس راستہ پر چلو جو نبی نے دکھایا ہے۔ اور خدا کے دین کو مضبوط پکڑ لو، کیونکہ جس کی وہ رہبری نہ کرے گمراہ ہے اور جس کو وہ فکر و نظر کی مرض سے شفا نہ دے وہ روگی ہے۔ اور جس کا وہ دستگیر نہ ہو خوار ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ جس کو

اتاریں۔ ان متحالف قبیلوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور شہر کے ممتاز صحابہؓ سے کہا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دے سکتے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ آپ خلیفہ سے ہماری سفارش کیجیے۔ اگر زکوٰۃ معاف نہیں کی گئی تو ہم طاقت سے کام لیں گے۔ صحابہؓ نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ابوبکرؓ سے کہا کہ جب تک حالات سازگار ہوں زکوٰۃ معاف کر دیجیے، مگر ابوبکر صدیقؓ جو عادتاً مرنجان مرنج، نرم، متواضع اور فیاض دل آدمی تھے، اس معاملہ میں کسی کی بات سُننے کو تیار نہ ہوئے۔ ان کا موقف تھا کہ جب رسول اللہؐ نے زکوٰۃ معاف نہیں کی تو میں کیسے کر سکتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا، "اگر ان لوگوں نے زکوٰۃ کے اونٹ کا بندھن تک روکا تو مَیں ان سے لڑوں گا۔" وفد لوٹ گیا اور اپنی قوم کو بتایا کہ مدینہ میں نہ فوج ہے نہ ہتھیار، حملہ کا بہترین موقعہ ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے وفد کے جانے کے بعد حملہ کی توقع میں تیاری شروع کر دی۔ مدینہ آنے جانے والے سب راستوں پر چار صحابیوں (حضرت علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور ابن مسعودؓ) کی قیادت میں مورچے بٹھا دیئے اور اہلِ مدینہ کو جمع کر کے صورتِ حال سے باخبر کیا، اور تیار رہنے کی تاکید کی۔ وفد کی واپسی کی تیسری رات کو ان متحالف قبیلوں نے مدینہ پر حملہ کیا۔ جس کو صحابہؓ کے مورچوں نے سنبھالا اور خلیفہ سے مدد مانگی۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہلا بھیجا: "ڈٹے رہو، مدد آتی ہے۔" مدینہ میں نہ گھوڑے تھے نہ تیز رَو اُونٹ۔ دودھ دیتی اونٹنیاں تھیں۔ ایک فوج تیار کی اور ان اونٹنیوں پر سوار کر کے ابوبکر صدیقؓ جلد جلد مدد کے لیے نکلے۔ لڑائی ہوئی۔ مخالفوں کی ایک چال سے اونٹنیاں بدکیں اور مسلمانوں کو لے کر بھاگ پڑیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے سنبھل کر دوبارہ مقابلہ کیا۔ مخالفین کے پَیر اکھڑ گئے۔ طلیحہ کا مامور کردہ جنرل حَبّال جو بنو اَسد کی قیادت کر رہا تھا مارا گیا، ابوبکر صدیقؓ ان کے تعاقب میں مدینہ کے شمال مشرق میں ذوالقصہ نامی منزل پہنچے اور وہاں کیمپ لگایا۔ عرب قبائل تتر بتر ہو گئے۔ اس فتح نے مدینہ کی آبرو بچا لی۔ اسلام کے ڈگمگاتے قدم سنبھل گئے۔ مرتد قبیلوں میں جو مسلمان گھرے تھے ان کے ڈوبتے دلوں کو سہارا ملا۔ ذوالقصہ میں فوجیں چھوڑ کر ابوبکر صدیقؓ مدینہ لوٹ آئے۔ متحالف قبیلے اپنی تازہ شکست سے ایسے بوکھلائے کہ اپنے اپنے قبیلوں کے مسلمان عربوں پر ٹوٹ پڑے اور بے دردی سے ان کو قتل کیا۔ پہلے عبس و ذبیان نے خون کی ہولی کھیلی، پھر دوسرے قبائل نے۔ اس کی خبر مدینہ پہنچی، تو غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ مشرکوں کو بے دریغ ماریں گے۔ جتنے مسلمان مارے گئے ہیں، اتنے بلکہ اس سے زیادہ مرتد قبائل کے افراد کو قتل کریں گے۔ (طبری ۳ / ۲۲۴)، جنگ کی تیاری شروع ہو گئی۔ خوش قسمتی سے اس وقت تین جگہ سے زکوٰۃ آ گئی۔ جس سے ہتھیاروں اور ضروری سامان کی فراہمی میں آسانی ہوئی۔ سوا دو ماہ باہر رہ کر اُسامہؓ اور ان کی فوج بھی آ گئی۔ ابوبکر صدیقؓ نے اب بالکل دیر نہ کی، اُسامہؓ اور ان کی تھکی فوج کو آرام کرنے اور شہر کی اندرونی و بیرونی حفاظت سونپ کر وہ محاذ پر چلے گئے۔ جمادی الثانیہ ۱۱ھ اس وقت صحابہؓ نے کہا: جان جوکھوں میں نہ ڈالیے۔ خدانخواستہ اگر لڑائی میں مارے گئے تو خلافت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ کسی کو سالار بنا کر بھیج دیجیے۔ آپ نہ مانے اور فرمایا، "خدا کی قسم یہ نہ ہو گا، مَیں اپنی جان و تن سے تمہاری قربانیوں میں حصہ لوں گا۔" ذوالقصہ کے فوجی اڈے آئے، وہاں سے فوجیں لیکر ربذہ کے گاؤں کا رُخ کیا۔ جس کے پاس قبیلہ مُرّہ، ثعلبہ اور عبس و ذُبیان جمع تھے۔ لڑائی ہوئی، چاروں قبیلے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان کی چراگاہوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ عبس و ذبیان، طلیحہ سے جا ملے جو ابوبکر صدیقؓ کی پیش قدمی کی خبر پا کر سمیراء نامی نخلستان سے شمال کی طرف ہٹتا ہوا بزاخہ کے

جس کو خدا ہدایت دے وہ ہدایت پائے گا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی مددگار ہو سکتا ہے نہ رہبر! اس گمراہ کا دنیا میں کیا کوئی کام مقبول نہ ہو گا جب تک وہ خدا کا معترف نہ ہو اور آخرت میں بھی (خدا فراموشی کی تلافی کے لیے) اس کا کوئی معاوضہ یا بدل قبول نہیں کیا جائے گا۔

تم میں سے جو لوگ اسلام لا کر اور اس کے مطابق عمل کر کے اسلام سے منحرف ہوئے ہیں ان کی خبر مجھے ملی۔ یہ انحراف اس لیے ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دھوکہ میں ہیں۔ اور اس کی سزا و قوت کا ان کو صحیح اندازہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ شیطان نے بھی ان کو بہکا دیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کہتا ہے۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اُنہوں نے سجدہ کیا پر شیطان نے نہیں کیا، وہ جنوں کی نسل سے تھا، اس لیے اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا۔ کیا مجھے چھوڑ کر تم شیطان اور اس کی آل اولاد کو اپنا آقا اور متبوع بنا لو گے حالانکہ وہ تمہارے دُشمن ہیں (وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا) دوسری جگہ خدا فرماتا ہے: بلاشُبہ شیطان تمہارا دشمن ہے، اس کو دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنی پارٹی والوں کو ایسے کاموں کی دعوت دیتا ہے جو انہیں دوزخی بنائیں (إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ)

میں فلاں کو مہاجرین، انصار اور تابعین کی ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اس کو میرا حکم ہے کہ کسی سے اس وقت تک نہ لڑے نہ کسی کو اس وقت تک قتل کرے جب تک اس کو "کلمۂ شہادت" پڑھنے کی دعوت نہ دے دے۔ جو شخص اس دعوت کو مان لے، اس کا معترف ہو اور ارتکاب گناہ سے باز آئے اور نیک عمل ہو جائے۔ اس کا اسلام قبول کر لے اور اس کو اسلام و عمل صالح پر قائم رہنے میں مدد دے، لیکن جو لوگ "کلمۂ شہادت" پڑھنے سے انکار کریں اُن کے لیے سالارِ اعلیٰ کو میرا حکم ہے کہ ان سے جنگ کرے اور ان میں سے جن جن پر اس کا قابو چل جائے ان کے ساتھ مطلق نرمی نہ برتے۔ ان کو آگ میں جلا دے اور ہر ممکن طریقہ سے قتل کر دے۔ ان کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو غلام بنا لے اور کسی سے "کلمۂ شہادت" اور رجوع إلی الاسلام کے سوا کوئی بات قبول نہ کرے۔ جو اسلام لائے گا اس کے اسلام سے خود اسی کا بھلا ہو گا۔ اور جو اسلام نہیں لائے گا وہ ہرگز خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔" (تاریخ طبری ۳/ ۲۲۶-۲۲۷ و صبح الاعشیٰ قلقشندی مصر ۶ / ۳۸۴)

بقیہ : اداریہ

جو بلاشبہ مقصودِ کائنات ہیں، اور پھر حضرت الشیخ جیسے لوگ تو اس دنیا کے مقابلہ میں رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات کے زیادہ خواہش مند ہوتے ہیں ـــــ سو حضرات کا خواہش مراد بر آئی۔ گو ہم یتیم ہو گئے اور مراد اس طرح بر آئی کہ جس کا کلام ساری عمر پڑھایا اس کے شہر میں قبر کی جگہ نصیب ہوئی ان کے مقدر پر فرشتے رشک کناں ہیں ـــــ ہم تعزیت کریں تو کس سے؟ ـــــ ہم تو خود مستحق تعزیت ہیں ہاں ایک رسم ہے اس لئے محب مکرم مولانا محمد طلحہ (فرزند) مولانا سید محمد شاہد اور دنیا بھر میں آپ کے خلفاء، شاگردان، عقیدت مندوں اور تمام متعلقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ رسمی نہیں قلبی! اور دعا گو ہیں کہ حضرت حق ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ حضرت شیخ کے سانحہ ارتحال سے پیدا ہونے والا خلا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پورا ہو اور ہم سب اپنے اس عظیم بزرگ و رہنما کے نقشِ قدم پر چل سکیں۔

علوی ۳ شعبان ۱۴۰۲ھ

حضرت شیخ الحدیث

بر وفات حضرت شیخ الحدیث
مولانا محمد زکریا کاندھلوی
مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز

محمود احمد عارف ہوشیارپوری، لاہور

وائے حسرت چل بسے دنیا سے وہ شیخ الحدیث
عصرِ حاضر میں جو تھے اسلاف کی اِک یادگار

حضرتِ یحیٰیؒ[1] کے فرزندِ رشیدِ با کمال
یوسفؒ[2] و الیاسؒ[3] کے اقرب عزیزِ ذی وقار

عبدِ قادرؒ[4] اور حسین احمدؒ[5] سے تھی نسبت قوی
وہ خلیلؒ[6] باصفا کے صدق کے آئینہ دار

علم و حکمت زہد و تقویٰ میں فریدِ دہر تھے
گلشنِ گنگوہ کی رنگینیِ فصلِ بہار

زندگانی اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھلی
عکسِ اخلاقِ نبیؐ ہر ہر عمل سے آشکار

زندہ و تابندہ اُن سے عظمتیں اخیار کی
وہ عظیم المرتبت وہ عظمتوں کے شاہکار

خدمتِ دینِ نبیؐ میں عمر ساری کٹ گئی
شغلِ تعلیم و تعلّم ہی رہا لیل و نہار

شیخِ عالم کا لقب موزوں تھا اُن کے واسطے
امتِ مرحوم کے وہ مایۂ صد افتخار

امتِ مرحوم کو کس کس طرح ترغیب دی
اتباعِ سیّدِ کونینؐ کر لے اختیار

[1] کاندھلویؒ [2] محمد یوسف دہلویؒ [3] محمد الیاس دہلویؒ [4] عبدالقادر رائپوریؒ [5] شیخ الاسلامؒ [6] حضرت سہارنپوریؒ

آہ وہ اسرارِ حق کے مہرِ عالمتاب تھے
مشرق و مغرب میں جن کا فیض ہر سُو آشکار

کاندھلہ کی خاک سے پہنچے حریمِ ناز تک
تیرے الطاف و کرم سے اے میرے پروردگار

کام ان کے دیکھ کیسی خاکساری آ گئی!
بن کے آخر رہ گئے گرد و غبارِ کوئے یار

بارگاہِ قدس میں مقبول ایسے ہو گئے
قربِ اطہر میں میسّر آ گئی جائے قرار

خاکِ طیبہ میں ہوئے آسودۂ رحمت کہاں؟
جس جگہ مدفون ہیں لاکھوں نبی کے جانثار

میری نظروں میں لسانِ شیخ ہیں اقبالؔ[1] بھی
جن سے گویا چھن گئی اک رحمتِ پروردگار

بہرِ تعزیت لکھوں میں کیا اقبال کو؟
وہ اُدھر فرقت زدہ ہیں مَیں اِدھر سینہ فگار

ہے دعا عارفؔ کی اب تو بارگاہِ قدس میں
شیخ کی تربت پہ حق کی رحمتیں ہوں بے شمار

جنت الماویٰ میں وصلِ ذاتِ مطلق ہو نصیب
اور قربِ افضل و اکملِ حبیبِ کردگار

شیخ کے وابستگاں پر رحمتِ باری رہے
فیض ان کا سارے عالم میں سدا جاری رہے

○

[1] صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی

مساوات و حُریّت

اسلام کی قبولیت و برتری کی رَوشن دلیل

حجۃ الاسلام حضرۃ مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی

قرآن مجید تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف مُسلمان، بلکہ تمام افرادِ انسانی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سب کا نَسب ایک ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء

(پ ۴ ۱ رکوع النساء)

ترجمہ: اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس شخص سے اس کی بیوی کو بھی پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے ظاہر کیا بہت مردوں اور بہت عورتوں کو۔"

اس آیت کے مضمون کو اسلام کے مشہور حکیم حضرت سعدیؒ نے اپنی کتاب گلستاں میں جس کو آج سے کچھ پہلے ہندو مسلمان سب کے بچے پڑھتے تھے اس طرح نظم کیا ہے ؂

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ایک اِنسان کو دوسرے انسان پر بوجہ کسی نَسب یا کسی پیشہ کے یا کسی اور سبب سے کوئی فضیلت اور بزرگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فضیلت و بزرگی کا انحصار ایمان و تقویٰ پر ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:-

یا ایھا الناس انّا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا، ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔

(پ ۲۶ سورۂ حجرت رکوع دوم آیت سوم)

"اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد عورت سے پیدا کیا (یعنی تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو (ایک باپ ماں کی اولاد ہو)۔ اور تم کو خاندانوں اور قبیلوں پر محض شناخت کے لیے تقسیم کیا، ورنہ تم میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

ان آیات کے علاوہ احادیث میں بھی یہ مضمون بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ انہی آیات و احادیث کے مضمون عارف جامی یوں نظم فرماتے ہیں ؂

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

آیات و احادیث کے بعد عملی نمونے جو رُسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرامؓ کے ملتے ہیں ان پر نظر ڈالی جائے تو دُنیا محوِ حیرت ہو جائے۔ ان واقعات میں سے صرف دو ایک واقعے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک بزرگ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جو غلام تھے اور غلام بھی کیسے غلاموں کو جسقدر ذلیل سمجھا جاتا تھا ظاہر ہے خصوصاً زمانۂ قبل اسلام میں غلاموں کا شمار انسانوں میں ہوتا ہی نہ تھا۔ عرب میں بعض غلام کچھ صنعت و حرفت بھی جانتے تھے۔ کوئی بڑھئی کا کام جانتا تھا کوئی لوہار کا۔ کو کھانا پکانے میں ہوشیار

تھا۔ کوئی حجامت یعنی بالوں کے درست کرنے میں ماہر تھا۔ حضرت بلالؓ ان چیزوں سے مبرّا تھے۔ پھر شکل وصورت کی حالت یہ تھی کہ حبشی تھے۔ اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اسلام نے ان کی یہ قدر افزائی کی کہ رسولِ خدا کا اشارہ پاکر خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بڑی گراں قیمت میں خرید کر آزاد کیا اور بالآخر وہ ایمان یا نیکی میں یا بالفاظِ دیگر علم و عمل میں اس رتبہ پر پہنچے کہ بڑے بڑے شرفاء عرب نہ صرف یہ کہ اپنی بیٹی دینا اپنے لیے موجب عزت سمجھتے تھے، بلکہ ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کو بھی۔ چنانچہ ان کے بھائی کو یہ کہہ کر قبیلہ بنی بجر نے اپنی بیٹی دی کہ جس کا آپ جیسا بھائی ہو اس کو بیٹی دینے میں ہمیں انکار نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سابق الحبشہ یعنی سردارِ حبش کا خطاب دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جلیل القدر خلیفہ حضرت عمرؓ ان کو اپنا سید یعنی سردار فرماتے تھے۔

آنحضرت کے ننہالی رشتہ داروں میں جو عرب کا شریف ترین خاندان تھا ان کا نکاح ہوا۔

حضرت صدیقؓ کو جب حضرت بلالؓ پکارتے تھے تو حضرت صدیقؓ ان کو لبیک کے ساتھ جواب دیتے تھے جو ایک نہایت احترام کا کلمہ ہے۔ یہ تمام واقعات طبقات ابن سعد مطبوعہ جرمنی جلد سوم صہ ۱۶۵ لغایت صہ ۱۷۰ میں مع سند موجود ہیں۔

اس قسم کے واقعات خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے زمانہ میں بکثرت ہوئے۔ ازاں جُملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مجید میں ذکر فرمایا یعنی رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زیدؓ کے ساتھ جو حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے، کر دینا۔ اس موقع پہ قرآن مجید میں حضرتِ زیدؓ کا نام مذکور ہے۔

فلما قضی زیدٌ منھا وطراً

(پ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۵ آیت ۳)

حضرت زیدؓ کے علاوہ کسی صحابیؓ کا نام قرآن مجید میں نہیں ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہو کہ اسلام کی مساوات و حریّت کی اس زریں مثال کو حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کر کے قیامت تک کے لیے زندہ رکھنا چاہا اور اس غلام کا نام بھی لے لیا۔ پھر ان ہی زیدؓ کو رُسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنّیٰ بنایا۔ اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرمایا۔

کیا انصاف کو ہاتھ میں لے کر اسلام کی اس حریّت و مساوات کی کوئی مثال کسی دُوسری جگہ پیش کی جا سکتی ہے؟ رُسولِ خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ اور جیسا لباس خود پہنو ویسا ہی ان کو بھی پہناؤ۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب النفقات وحق المملوک صہ ۲۹۰)

عن ابی ذر قال قال رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدکم فمَنْ جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مایاکل ولیلبسہ ممایلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ مایغلبہ علیہ (متفق علیہ)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وَسَلَّم اذا وضع لاحدکم خادمہ طعامہ ثم جاءہ بہ وقدولی حرہ ودخانہ فلیقعدہ معہ فلیاکل فان کان الطعام مشفوھا قلیلہ فلیضعہ فی یدہ منہ اکلتہ اواکلتین (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۹۰)

یہ واقعہ بھی تاریخِ عام سے ہٹ نہیں سکتا کہ رُسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دُوسرے خلیفہ جبکہ وہ عرب وعجم کے بادشاہ تھے بیت المقدس تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ ان کا غلام تھا اور سواری ایک ہی تھی جس پر باری باری آپ سوار ہوتے اور آپ کا غلام سوار تھا اور آپ خود پیدل

(دیکھو ازالۃ الخفاء مقصد دوم صہ ۹۱ بحوالہ تاریخ یافعی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیشہ وروں کے یہاں جن کو آج کل "پنج" قوم کہتے ہیں کھانے کی دعوت بھی قبول فرمائی۔

عن انس ان خیاطاً دعا النبی صَلَّی اللہ علیہ وَسلم لطعام صنعہ فذھبت مع النبی صلی اللہ علیہ وَسلم فقرب خبز شعیر ومرقا فیہ دباء وقدید فرائت النبی صلی اللہ علیہ وَسلم

تتبع الدباء من حوالی القصعة فلم اکل احب الدجاء بعد یومئذ
(متفق علیه مشکوٰۃ شریف ص۳۶۴)

... دیوں اور بُت پرست عوام کی بھی دعوت قبول فرمائی۔ اور ان کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا تناول فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر بھی دیا۔ جس کی مضرت سے خدا نے بچا لیا۔ (مشکوٰۃ باب المعجزات ص۵۴۱)

شریعتِ اسلامیہ نے ہر انسان کا جھوٹا پاک قرار دیا ہے۔ خواہ مومن ہو خواہ کافر۔ حتیٰ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود استعمال کیا اور صحابہ کرامؓ کو استعمال کرایا۔ (ہدایہ اوّلین ص۴۸)

کیا اس حریّت و مساوات کی مثال کہیں اور مل سکتی ہے۔

آجکل بعض مسلمانوں کو جو دیکھا جاتا ہے کہ بعض پیشوں کو یا بعض نسب کو ذلیل سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے بعض لوگوں کو پنج اقوام قرار دیتے ہیں۔ یہ صرف یہاں کے ماحول کا اور ہمسایہ اقوام کا اثر ہے۔ دینِ اسلام کی تعلیم سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں، لیکن اس اجنبی اثر کو مسلمانوں سے دور کر دینا مشکل نہیں۔ اس گئے گزرے وقت میں بھی کسی مسلمان کو آیتِ قرآنی یا حدیثِ نبوی سنائی جاتی ہے، تو اس سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ چند روز سے علمائے اسلام کو اس کا احساس ہوا ہے۔ گو ابھی کوئی خاص کوشش نہیں ہوئی، لیکن اس احساس ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ متعدد مثالیں اس کی موجود ہو گئیں کہ شرفاء نے پنج قوموں کو لڑکی دی اور لڑکی لی۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مذہبی حکومت یا خدائی بادشاہت کی بنیاد ڈالی تھی اس کے اصول و قواعد بھی تمام تر حریّت و مساوات پر مبنی تھے۔

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

جس میں بڑائی اور سرداری کا معیار کسی قومیّت اور خاندان کو نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ اس بادشاہت کا سب سے زیادہ مستحق وہ مانا گیا جو نیکی اور پرہیزگاری میں فوقیّت رکھتا ہو۔ چنانچہ اسی اصول کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے لیے (باوجودیکہ آپ کے چچا اور کئی چچازاد بھائی اور داماد موجود تھے) حضرت ابوبکر صدیقؓ منتخب ہوئے اور یہ انتخاب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء سے ہوا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی جانشینی کے لیے حضرت عمرؓ کو اور حضرت عمرؓ نے اپنی جانشینی کے لیے چھ اشخاص میں سے کسی ایک کو منتخب کیا۔ جنہیں کوئی انکا قریبی رشتے دار نہ تھا۔ حالانکہ یہ دونوں خلیفہ صاحب اولاد تھے اور ان کی اولاد میں خلافت کی قابلیت بھی موجود تھی۔ اسلام کی سی حریّت و مساوات کی بنیاد پر ایک زمانہ میں غلاموں کی سلطنت اور بادشاہت بھی دنیا میں قائم ہو چکی ہے۔ مصر وغیرہ دور دراز مقامات کو چھوڑیئے خود ہندوستان میں غلاموں کی بادشاہت پر تاریخ شہادت موجود ہے۔

اسلام کی بے نظیر حریّت و مساوات کا ایک عجیب کرشمہ یہ ہے کہ خلیفۂ اسلام کا وظیفہ معمولی رعیّت کے وظیفہ سے زائد نہ ہوتا تھا۔ اور رعیت کے معمولی سے معمولی شخص کو خلیفہ پر نکتہ چینی کرنے کا یا اس بات کا شُبہ ہوا کہ خلیفہ نے اپنے آپ کو کچھ فوقیّت دی ہے۔ تو سرِ دربار ٹوک دینے کا حق تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ سنہرے حرفوں سے تاریخِ عالم میں منقش رہے گا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ کے پاس کچھ چادریں آئیں۔ ایک ایک آپ نے تمام صحابہؓ کو تقسیم کی اور خود بھی ایک ہی لے لی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضرت سلمان فارسیؓ اٹھے اور کہنے لگے۔ ہم آپ کی بات نہ سُنیں گے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیوں؟ تو حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کہ تم نے سب کو ایک ایک چادر دی اور خود دو چادریں لیں۔ ایک آپ نے اوڑھی ہے اور ایک کا تہ بند باندھا ہے۔ یہ سُنکر حضرت عمرؓ مسکرائے اور فرمایا، اللہ تم پر رحم کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھو کر خشک ہونے کے لیے پھیلائے ہیں۔ اتنی دیر کے لیے عبداللہ بن عمرؓ کی چادر عاریۃً مانگی اور ایک چادر

میری تھی۔ اس طور پر یہ دو چادریں میرے پاس تم کو نظر آ رہی ہیں۔ یہ سُن کر حضرت سلمانؓ کہنے لگے ہم اب آپ کی بات سُنیں گے۔
(دیکھو ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص۱۷۶ بحوالہ قوت القلوب تصنیف ابی طالب مکیؒ)

اسلام کی اسی حریّت و مساوات کا یہ اثر آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے کہ مساجد میں کسی شخص کے لیے خواہ وہ دینی بزرگی رکھتا ہو یا دنیوی کسی قسم کی کوئی امتیازی شان نہیں ہوتی۔ ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف میں سب لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو پہلے پہونچ جائے وہ پہلی صف میں جگہ پائے۔

اسی حریّت و مساوات کا نمونہ یہ ہے کہ بادشاہانِ اسلام کو یہ نصیحت کی گئی اور بادشاہوں نے اس نصیحت کو سنا اور عمل کیا۔

چو طاعت کنی لبسِ شاہی مپوش
چو درویش میلیں برآور خروش
کہ پروردگارا توانگر توئی
توانا و درویش پرور توئی
نہ کشور کشایم نہ فرماں دہم
یکے از گدایان ایں درگہم

اسلامی حریت و مساوات کا عدیم المثال ہونا ایک ایسا واقعہ ہے کہ غیر مسلمین کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ چنانچہ آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھتے ہیں کہ:
"بہ لحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ انتہائی شفقت کرنی چاہیئے۔
(مندرجہ رسالہ معجزۂ قرآن مجید مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ص۱۵۴)

بقیہ : خطبہ جمعہ

پوری طرح مظہر اتم اور اپنی شخصیت کے اعتبار سے کاشانہ نبوت کے عین شایانِ شان تھیں ——— یہی وجہ ہے کہ جب ایک اہلیہ محترمہ پر تہمت لگی تو رب کائنات نے سورۂ نور میں ان کی فضیلت کا اس انداز سے ذکر کیا کہ کائنات جھوم اٹھی۔

ازواج مطہرات کی قدر و منزلت سے متعلق کچھ باتیں عرض کرنا ہیں وہ آئندہ جمعہ ——— اور وہ اس سلسلہ کا آخری خطبہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ازواج مطہرات کی قدر و منزلت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ
دارالعلوم عثمانیہ محلہ ورکشاپی
کا
عظیم الشان سالانہ جلسہ
۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۸۲ء بروز جمعہ
زیرِ صدارت : مخدوم العلماء حضرت مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم
مقررین
استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب
خطیب اسلام مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد
ابن امیر شریعت مولانا السید عطاء المحسن شاہ بخاری
ادیب لبیب مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی
الداعی : قاری محمد امین، خادم دارالعلوم عثمانیہ محلہ ورکشاپی راولپنڈی

فرقہ صابئین پر ایک نظر

قاری محمد عادل خان

صابی مذہب کے ماخذ کے متعلق بہت اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ جرمن لفظ نوسٹک ازم کے مترادف ہے۔ نوسٹک ازم نوسٹیکوس (GNOSTIKOS) سے ماخوذ ہے۔ اس کا مصدر نوسس (GNOSIS) ہے۔ جس کے معنی معرفت و عرفان کے ہیں۔ نوسٹکزم کے پیروکار نوسٹک (GNOSTICS) یعنی عارف کہلاتے ہیں۔ دوسری صدی عیسوی میں یہ مذہب باعقیدہ ارضِ روم میں خوب پھلا پھولا۔ چند تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکندریہ کے یہودیوں میں بھی نوسٹکی عقائد موجود تھے، لیکن اس سے قبل بھی نوسٹکوں کا وجود تھا۔ نوسٹکزم کے پیروکار اپنے مذہب کی تائید میں اناجیل اربعہ سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔

مصر کا عیسائی فلسفی ویلنٹینس (VALENTNUS) مسلک ویلنٹینس کا بانی، مشہور فلسفی و مفکر بازیلدس (BASILIDES) مارقیون ازم کا بانی مارقیون (MARCION) اوبیٹس مصری (OBITES) اور بردلیانس (BARDESANES) یہ سب تمام کے تمام نوسٹک ازم کے مبلغ تھے۔

نوسٹکی مذہبی رسوم و عقائد گو صابی مذہب سے مختلف ہیں، لیکن ان کے اساسی اور بنیادی عقائد میں کافی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔ فلسفہ نوسس کی ابتدا مصر کے قدیم ترین شہر اسکندریہ میں ہوئی۔ اس فلسفہ نے آہستہ آہستہ عیسائیت پر بھی گہرا اثر ڈالا۔

فلسفہ نوسٹک کے بیشتر آثار و باقیات قبطی زبان میں ہیں۔ یہ فلسفہ مندرجہ ذیل باتوں پر مشتمل ہے:

مادہ اپنے وجود میں بہت برا ہے۔ خدائے واجب الوجود جو تمام سے پاک ہے ممکن نہیں کہ اس مادی عالم کی طرح مادی ہو۔ خدا اور عالم مادی کا تعلق ایک زنجیر کی طرح ہے۔ چونکہ مادہ پست ترین مخلوق ہے اس لیے خالق اور مخلوق میں بہت بُعد ہے۔ لیکن خداشناسی صرف اس مادی عالم کے ذریعے ممکن ہے اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں جس سے خدا کی ذات پہچانی جا سکے۔

خدا کا جسم نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بلند ترین مظہر ہیں۔ حضرت عیسیٰ کا کوئی جسمانی وجود نہیں تھا۔ ان کا کھانا پینا اور دنیاوی تکالیف میں مبتلا ہونا صرف ظاہری تھا۔ باطن میں وہ ان تمام مادی مزدورتوں سے پاک تھے۔

ہر شخص ریاضت کے ذریعے اپنے جسم کو اپنا مطیع بنائے۔ ہر آدمی اپنے جسم کو مکمل فراموش کرے تاکہ وہ شہواتِ نفسانی سے کلی نجات حاصل کرے۔ اس مذہب میں ثنویت کا اثر بھی موجود ہے۔

ثنویت میں عقیدہ ہے کہ دونوں عالم روح عین عالم نور اور عالم مادی عین عالم ظلمت ہے۔ خدا احساس و ادراک سے ماوریٰ ہے۔ وہ ایک ایسا باپ ہے جو نام و نشان سے بالاتر ہے۔ انسانی فکر اس کی بلندی و بالا ذات تک نہیں پہنچ سکتی۔ دنیا تجلیاتِ الٰہی سے وجود میں آئی ہے۔

اس عالم مادی میں ایک شوق و جذب کی کیفیت ہے جو اسے خدا کی طرف کھینچ رہی ہے۔ انسانی طبیعت میں ایک تجلی ودیعت ہے جو اسے راہِ نجات کی طرف کشاں کشاں لے جاتی ہے۔ آخرکار وہ عالم نور میں پہنچ جاتا ہے۔ سب سے پہلا انسان نصف خدا تھا۔ یہ خیال غالباً ایرانی اساطیری (دیومالائی) کہانی سے اخذ کیا گیا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ خدا کے مولودِ اول ہیں۔ عیسیٰ نصف خدا، عقل اور کلمہ ہیں۔ انسانی تجلیات کے ذریعہ جس کی بارش اس پر عالم نور سے مسلسل ہو رہی ہے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ مگر نجات کسی صورت ممکن نہیں۔ نجات صرف عنایاتِ الٰہی سے ممکن ہے۔

ایک نجات دہندہ آنے والا ہے جس کا وعدہ خدا نے کیا ہے۔ یہ نجات دہندہ حضرت عیسیٰ ہیں۔ یہ عیسیٰ ہی ہیں جنہوں نے "صوفیا" کو قید مادہ سے نجات دلائی۔ "صوفیا" سے ان کی مراد عقل آسمانی ہے جو مادہ میں در آئی ہے۔

اس میں سے ایک فرقہ ویلنٹینی کہلاتا ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ نجات دہندہ خدا موسوم بہ سوٹر (SOTER) اور "صوفیا" (عقلِ آسمانی) کے درمیان رشتۂ ازدواج قائم ہے۔ اس واقعے کی یاد میں ایک مخصوص مذہبی جشن مناتے ہیں جسے "عید حجلۂ عروساں" کہتے ہیں۔

تخلیق عالم کے حل کا مسئلہ ہر دین و مذہب کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں ان کے ہاں ایک دیو مالائی کہانی ہے۔ جو ان کی عبادت و رسوم کا ایک اہم جزو ہے۔ مذہبی رسوم میں ہندوؤں کی رام لیلیٰ کی طرح اس کی پوری پوری نقل کرتے ہیں۔

اصلی عرفان علمِ حقیقی کا حصول ہے نہ کہ علم وہبی کا۔ اصلی عرفان دل میں ایک تپش پیدا کرتا ہے۔ یہ تپش کشف و شہود باطن میں توجہ سے فزوں تر ہوتی ہے۔ باطنی توجہ سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان ایک بلند معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ معرفت اسے ایک نئی دنیا میں پہنچا دیتی ہے۔ انسان کے نجات بخش عناصر دانش و عرفان ہی ہیں۔

اس مذہب کے پیروکار ترکِ دنیا، زہد و ریاضت اور ازحد مشقت جسمانی پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں بعض افراد بُت پرستی بھی کرتے ہیں۔ تماثیلی اصناف میں تمثیل عیسیٰ بھی سامنے رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نہ مصلوب ہوئے نہ قتل کیے گئے، بلکہ وہ دار سے اُتر کر اپنے شاگردوں کے ساتھ روپوش ہو گئے۔

مسلمانوں کے ہاں بھی قریب قریب یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نہ سولی چڑھائے گئے نہ قتل کیے گئے، بلکہ اللہ نے انہیں اوپر اٹھا لیا۔

درحقیقت نوسٹکی مذہب ایران اور یونان کے درمیانی علاقے، وادی دجلہ و فرات، سوریہ، فلسطین، بابل و مصر جو ہیلنزم کے زیرِ اثر تھے، کے دین و فلسفہ سے تطبیق و ہم آہنگی کی ایک کوشش تھی۔ اس دین کی اساس مادی سے روح کی نجات ہے۔

مغربی ایشیا میں قدیم بنیادوں پر ایک نئے فلسفے نے جنم لیا۔ یہ حصولِ عرفان کا ایک نیا طریقہ تھا۔ اس فلسفے کی تشکیل، توسیع اور نشر و اشاعت دوسری صدی عیسوی میں ہوئی۔ تیسری صدی عیسوی میں یہ فلسفہ مصر و روم میں خوب پھیلا۔ یہ فلسفہ "فلسفۂ نجات و عرفان" سے قدرے مماثلت رکھتا تھا۔ یہی فلسفہ نوسٹکزم کے نام سے مشہور ہوا۔ بازیلدس، کاپوکراتس اور ویلنٹینس اس فلسفے کے اہم ترین افراد ہیں۔ نوسٹک فلسفہ کے پیروکار امتداد زمانہ سے کئی گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ ان میں سے ایک گروہ صابئین کہلاتا ہے۔ یہ گروہ صابئین اپنے آپ کو "مندع" بھی کہلاتے ہیں۔ مندع کے معنی معرفت علم و عرفان ہے۔ یونانی میں اس کا ترجمہ نوسس (GNOSIS) ہے اور یہ لفظ یونانی لفظ نوسٹوکی (GNOSTICE) سے مشتق ہے جس کے معنی عرفان کے ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ "منداعی" کی آرامی زبان کے لفظ "مندع" یا "مندعا" سے مشتق ہے۔ کتاب دانیال میں یہ لفظ چار جگہ آیا ہے۔ انجیل لوقا کے سریانی ترجمے میں لفظ "مندع" کی جگہ یونانی اصطلاح نوسس سوتیوائیس (GNOSIS - SOTETEOIAS) استعمال کی گئی ہے جس کے معنی پہچاننا اور نجات کا راستہ کے ہیں۔ اور یہ منداعی ہی کا ترجمہ ہے۔ مندع کے معنی عرفان کے ہیں

اصل میں یہ لفظ مانداد هییا (MANDA-D-HIEA) ہے۔ اس کے معنی نجات دہندہ کے ہیں۔ اس سے مراد معرفت ہستی ہے۔ صابئین اپنے روحانی بزرگوں کو ناصریہ کہتے ہیں اور کبھی کبھار اپنے آپ کو ناصری کہتے ہیں مشہور مندائی محقق پروفیسر لیدز بارسکی (LIDZBARSKI) نے ناصریہ کے معنی "محافظ قانون دستورات مذہبی" کے کئے ہیں۔ ناصریہ کی اصطلاح یونانی لفظ (NAZOTOS) سے لی گئی ہے۔

ایپیفانس کا کہنا ہے کہ یونانیوں کی یہ اصطلاح حضرت یحییٰ کے پیروکاروں کے لیے بولی جاتی تھی اور ایک لحاظ سے صابئین بھی حضرت یحییٰ کے پیروکار تھے۔

صابئین مندائی کی اصل سرزمین

دین صابی کے پیروکاروں کا اصلی مقام ارض فلسطین ہے۔ بعد میں خاص وُجوہ کی بنا پر یہ لوگ فلسطین سے ہجرت کر کے وادی دجلہ و فرات میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ان کی کتابوں میں لفظ یاردنا بکثرت استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ وہ اُردن کے لیے بولتے تھے۔ یہ لفظ فلسطینی ہے۔ اس کے معنی صاف و شفاف جاری پانی کے ہیں۔ ان کے مذہب کی بنیادی رسم بپتسمہ ہے جو جاری پانی کے سوا اور کسی پانی سے نہیں ہو سکتا۔

ان کے مذہبی لٹریچر میں فلسطین کو اصلی سرزمین کہا گیا ہے۔ مذہبی کتب میں جن جن مقامات کا ذکر کیا گیا ہے یہ مقامات سب کے سب فلسطینی ہیں۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اصل مقام فلسطین ہی ہے۔ ایسے کے علاوہ بھی چند شواہد ایسے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین صابی کی ابتدار فلسطین ہی سے ہوئی۔ ان کی کتابوں میں یہودیوں سے سخت نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا ہے۔ کتاب گنزا مینا (GANZMINAA) میں یہودیوں کو غلیظ اور گندا لوتھڑا کہا گیا ہے۔ ان کی اس مقدس کتاب میں ایک جگہ تحریر ہے کہ شہر یروشلم کے یہودیوں نے میرے مذہب کے پیروکاروں کو بہت ستایا ہے۔

ایک اور جگہ ہے کہ جن بزرگوں نے بیت المقدس سے ہجرت کی ہے ان کو اس کا اجر ضرور ملے گا۔

ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غالباً یہ لوگ کنعانی یہودی تھے جنہوں نے اپنا اصل دین چھوڑ کر دین یحییٰ محمدانی اختیار کر لیا تھا۔

دین صابئین میں ایرانی دین کا اثر

بیوسیٹ (BOUSSET) لیدزبارسکی اور رائٹزے شتاین (REITZESTEIN) کا کہنا ہے کہ دینِ مندائی میں زرتشتی فلسفے کے افکار و عقائد کی جھلک پائی جاتی ہے۔ یہ افکار و عقائد انہوں نے اس وقت اختیار کیے تھے جب یہ لوگ فلسطین ہی میں تھے۔ نور و ظلمت، رسوم و عقائد اور زرتشتیوں سے حیرت انگیز مشابہت ہی اس کا ثبوت ہے۔ کلدانیوں کی ستارہ پرستی، بابلیوں کے طلسمی عقاید اور جھاڑ پھونک ٹونا ٹوٹکا وغیرہ کا بھی ان پر کافی اثر تھا۔ ان کی بعض مذہبی کتابوں میں ہے کہ معبودانِ بابل سب کے سب شیاطین ہیں۔ صابئین مندائی کا کہنا تھا کہ معبودانِ بابل عام ظلمت کا حصہ ہیں۔ یعنی یہ سب کے سب مادی ہیں۔ ان میں خدا ہونے کی صلاحیت نہیں۔ کیونکہ خدا مادہ سے ماورا ہے۔

صابئین مندائی کی حران کیطرف ہجرت

مندائیوں کی فلسطین سے حران کی طرف ہجرت کی دریافت کا سہرا مشہور مندائی شناس خاتون لیڈی ڈراورر (LADY DRAWRER) کے سر ہے۔ انہیں اپنی تحقیق کے دوران ایک قدیم دستاویز "ہاران گاوای تا" کے نام کی ملی۔ "ہاران گاوای تا" سے مراد "حران داخلی" ہے اور اسی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صابئین مندائی نے فلسطین سے ہجرت کر کے جس جگہ قیام کیا وہ حران ہی تھا۔

ہجرت ان کی تحقیق کے مطابق شہنشاہ ارنا باتوس کے دور میں ہوئی ڈاکٹر روڈلف کی تحقیق یہ ہے کہ یہ وہی ارتابونوس ہو گا جو حضرت عیسیٰ کے دور میں حکومت کرتا تھا۔

دینِ صابئین دین مسیحی سے قدیم ہے

معلوم ہوتا ہے کہ دینِ صابئین مسیحیت سے قدیم ہے۔ صابئین مندائی کا تھوڑا حال انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ دین صابی کے عقائد پہلی صدی عیسوی میں ارضِ فلسطین میں موجود تھے۔ انجیل یوحنا کا مقدمہ جو نور و ظلمت کے فلسفے پر مشتمل ہے اس میں دینِ صابی کے فلسفے کے حامل مندرجہ ذیل مصرع اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔

ابتدار میں کلمہ تھا۔\
کلمہ خدا کے پاس تھا۔\
اور خدا کلمہ تھا۔\
ہستی اس میں تھا۔\
نور ظلمت میں چمکا۔\
ظلمت اسے نہ پا سکی۔

یہ مصرعے بہت قدیم ہیں۔ یہاں تک کہ مزامیر داوٗد میں بھی موجود ہیں۔ لیکن یہی مصرعے صابئین مندائی کی مقدس کتابوں میں تفصیل سے ہیں۔ غالب گمان ہے کہ مقدمہ انجیل کے مصرعے نوستکی مذہب سے اخذ کیے گئے ہیں۔ انجیل یوحنا تمام کی تمام عقیدہ حیات پر مبنی ہے۔ یعنی ہستی مطلق اور نور و حقیقت۔ صابئین کے یہاں یہ اصطلاحات "ہی۔یا" (حیات) "نہورا" (نور) اور "کوشط" (حقیقت) ملتی ہیں۔ انجیل یوحنا کے آٹھویں باب ۳۲ آیت میں حضرت مسیح کا یہ قول "حقیقت تجھ کو نجات دے گی" صابئین کی نماز کا جزو ہے۔

انجیل یوحنا کے پندرھویں باب میں حضرت عیسیٰ کا یہ فرمان "میں تاک حقیقی ہوں" اور تاک مندائی میں ایک مقدس فرشتے کا لقب ہے۔ فلسطین کے قدیم "نوستک تاک" کو مقرب اور معزز فرشتوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

انجیل یوحنا کی مراد اس جگہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ حقیقی فرشتہ ہیں اور نوستک کے فرشتے مجازی اور غیر حقیقی ہیں۔ ایک مذہبی گیت میں "لفظ تاک" اس طرح استعمال ہوا ہے۔

مجھے عظیم ہستی نے بویا ہے

بویا مجھ کو عظیم ہستی نے" یعنی میں تاک ہوں اور مجھ کو عظیم ہستی نے بویا ہے۔ ایک اور مذہبی گیت میں یہ لفظ اس طرح استعمال ہوا ہے۔ "تو ایک بُرے تاک کی طرح ہے جو اچھا پھل نہیں رکھتا" یہاں "تاک" سے مُراد انگور کی بیل ہے۔ مندرجہ بالا باتوں سے خیال کیا جاتا ہے کہ دینِ صابئین مندائی دینِ مسیحی سے بھی قدیم ہے۔

سنی مذہب کیا ہے؟
مع
سُنّی مذہب سچا ہے
مؤلفہ: حافظ مہر محمد میانوالوی
اس میں فریقین کے ۵-۵ خطوط کے بعد رسالہ "ہم کیوں سنی ہیں" کا مکمل و مدلل جواب دیا گیا ہے۔ جس نے مخالف کے دانت کھٹے کر دیے۔ ہدیہ ۹/-
مذہب حق اہل سنت کی صداقت پر روشن برہان
ناشر:
مکتبہ عثمانیہ، نور باوا نمبر ۱ گوجرانوالہ، پاکستان

پروگرام مجالسِ ذکر

حضرت اقدس، پیر طریقت، مولانا جمیل احمد صاحب میواتی دہلوی رائے ونڈ خلیفہ مجاز حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ و حضرت اقدس پسروری قدس سرہٗ

۳ر جون بروز جمعرات، چونیاں مسجد ڈپٹی والی ضلع قصور

۴ر جون بروز جمعہ کنگن پور مدرسہ احسن المدارس ضلع قصور

۵ر جون بروز ہفتہ دیپالپور بستی الہ آباد مدرسہ مولانا زکریا صاحب

۶ر جون بروز اتوار، بصیر پور مدنی مسجد، مدرسہ جامعہ مدنیہ حنفیہ ضلع ساہیوال

۷ر جون بروز پیر پاکپتن شریف مزار حضرت باوا فریدؒ ضلع ساہیوال

۸ر جون بروز منگل قصور گنبد والی مسجد کوٹ مراد خاں قصور

منجانب: محمد حبیب اللہ قادری کوٹ مراد خاں قصور

جنید شہزاد

شب و روز

قرآنی مطالعہ سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے

(حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی)

دورۂ تفسیر میں داخلے شروع ہو گئے

۲۹۔ اپریل بروز جمعرات حسب معمول حضرتِ اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ ذکر کے بعد خطاب بھی فرمایا (یاد رہے حضرتِ اقدس کا مجلسِ ذکر سے خطاب ہر ہفتے خدام الدین میں علیحدہ شائع ہوتا ہے) حضرتِ اقدس نے بعد نماز عشاء دُور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سُنے اور اُن کی تسلی و تشفی فرمائی قادری سلسلہ کے رُوحانی اسباق سُن کر مزید اوراد و اشغال کے لئے ہدایات دیں۔

۳۰۔ اپریل بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد مختلف علاقوں سے آئے ہوئے پریشان حال لوگوں کی شکایات سنیں۔ اور قرآن کی روشنی میں ہدایات و راہنمائی فرمائی۔ اسی شام محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ وہاں ٹاؤن ہال میں انجمن تعمیر نو کے زیر اہتمام منعقدہ ایک عظیم الشان قرأت کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

یکم مئی بروز ہفتہ صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری صاحب شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ وہاں شاعر اسلام سیّد امین گیلانی صاحب سے ملاقات کی۔ اور حضرت اقدس کی طرف سے انہیں دعاؤں سے بھرا ہُوا پیغام اور سلام پہنچایا۔ یاد رہے سیّد امین گیلانی حال ہی میں تقریباً پانچ ماہ کی قید کاٹ کر تشریف لائے ہیں۔ اُن کی گرفتاری ملتان کے ایک جلسہ عام میں نظم پڑھنے کے جرم میں عمل میں لائی گئی تھی۔

۵ مئی بروز بدھ صاحبزادہ مکرم حضرت مولانا محمد اجمل قادری صاحب گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ وہاں جی ٹی روڈ پر واقع زینت پرنٹنگ میں جمیعۃ اہلسنت والجماعت کی ایک اہم میٹنگ میں تشریف فرمائی۔ اس میٹنگ میں ملک بھر سے جیّد علماء کرام اور ان کے متعلقین نے شرکت کی۔ لاہور سے روانگی کے وقت خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان صاحب بھی میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔ یہ اجلاس صبح دس بجے سے لے کر دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔ اس میں مختلف امور زیر بحث آئے۔ اور مسلکی محاذ پر کام کو تیز تر کرنے کے لئے ایک رابطہ کمیٹی کا عمل قیام میں لایا۔ اس کمیٹی کے سربراہ مولانا محمد اجمل خان صاحب مقرر ہوئے جبکہ دوسرے اراکین میں مولانا محمد اجمل قادری صاحب، مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب، مولانا محمد اشرف ہمدانی صاحب اور مولانا محمد عبد اللہ صاحب اسلام آباد شامل ہیں۔

۶ مئی بروز جمعرات حضرتِ اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلسِ ذکر سے خطاب فرمایا۔ اور مجلسِ ذکر میں آئے ہوئے لوگوں کے مسائل و اسباق سُنے اور ضروری ہدایات دیں۔

۷ مئی بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد مختلف جگہ سے آئے ہوئے لوگوں کی شکایات سُنیں اور ہدایات فرمائیں۔

اسی شام مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب منچن آباد روانہ ہو گئے۔ جہاں مدرسہ صادقیہ عباسیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائی اور وہاں سے فراغت کے بعد میاں صاحب محترم صوبہ سندھ کے لئے تشریف لے گئے۔ اُن کے دورۂ سندھ کی تفصیلی رپورٹ خدام الدین میں شائع ہو رہی ہے۔

۱۳ مئی بروز جمعرات حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ اور مجلسِ ذکر سے خطاب بھی فرمایا۔ ۶ مئی بروز جمعرات حضرت اقدس کے پرانے خادم جناب حاجی بشیر احمد صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سعید انور کی رسمِ بسم اللہ بھی حضرتِ اقدس نے اپنے دستِ مبارک سے فرمائی۔ اور بعد میں حاضرینِ مجلس میں شیرینی بھی تقسیم فرمائی۔

۱۴ مئی بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور معمول کے مطابق خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد لوگوں کی تکالیف و شکایات سُنیں اور مناسب ہدایات فرمائیں۔

اسی شام مدرسہ قاسم العلوم میں حضرت مولانا عبد الهادی دین پوری رحمۃ اللہ کے نواسے جناب میاں سیف اللہ صاحب نے حضرتِ اقدس سے ملاقات فرمائی۔

۱۵ مئی بروز ہفتہ صبح سات بجے حضرتِ اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ محلہ فاروق گنج لاہور تشریف لے گئے۔ محترم منشی گلزار احمد صاحب کے صاحبزادے حافظ ریاض احمد سلمہ نے بفضلہ تعالیٰ پورا قرآن پاک حفظ کیا ہے۔ ختم قرآن پاک کی اس مقدس تقریب سے حضرتِ اقدس نے بڑا پُر اثر خطاب فرمایا۔ حافظ ریاض احمد سلمہ کے لئے بہت سی دعائیں فرمائیں اور حاضرین میں مٹھائی بھی تقسیم فرمائی۔

ادھر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں دورۂ تفسیر کے لئے داخلے باقاعدہ شروع ہو گئے ہیں۔ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب روزانہ صبح دس بجے سے ا بجے تک دفتر میں داخلے کے خواہشمند طلباء سے انٹرویو لیتے ہیں۔ دو شعبان المعظم سے باقاعدہ پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ اِس دفعہ مختلف عنوانات پر حضرت مولانا عبد الستار صاحب تونسوی، حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب، حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب اشعر اور علامہ نور الحسن صاحب لیکچر دیں گے۔ اس کے علاوہ استاذ مکرم مولانا حمید الرحمٰن صاحب اور پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم قرآنِ عزیز کی تفسیر پڑھائیں گے۔

۱۸ مئی بروز منگل بعد نمازِ مغرب مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور کی لائبریری میں انجمن خدام الدین کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس منعقد ہُوا۔ اجلاس کا افتتاح جناب الحاج حافظ بشیر احمد صاحب پروپرائٹر زینت پرنٹنگ گوجرانوالہ کی تلاوتِ کلام پاک سے ہُوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے خطاب فرمایا اور کہا کہ ہمیں آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق کام کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت لاہوریؒ نے ہمیشہ اپنے دور کے تقاضوں کو سامنے رکھا اور ہر محاذ پر کامیابی نے ان کے قدم چُومے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فیصل آباد سے مولانا اشرف ہمدانی صاحب نے بڑی دلسوزی سے فرمایا کہ ہمیں اپنے اعمال پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ جب تک اعمال صحیح نہیں ہوتے ہمارے کام میں برکت نہیں ہو گی۔ اس سلسلہ میں حضرت امام لاہوریؒ اور ان کے اکابر کے اعمال و کردار کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے۔ صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب نے انجمن کی طرف سے سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پڑھی اور انجمن کے اُن مقاصد کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ جو انجمن آئندہ سال کے لئے کرنا چاہتی ہے۔

اس اجلاس سے پیرِ طریقت امام العصر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے بڑا پُر اثر اور پُر مغز خطاب فرمایا حضرتِ اقدس نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

محترم حضرات! آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اپنی ذمہ داریاں کس حد تک نبھائی ہیں ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے اور آئندہ کے لئے راہ عمل معین کرنا چاہیئے۔ آپ حضرات کے علم میں ہو گا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کس کسمپرسی کے عالم میں لاہور لائے گئے۔ یہاں آپ کا کوئی جاننے والا نہیں تھا۔ یہاں لاہور میں دنیا کی ہر چیز اور سہولت موجود تھی۔ لیکن نہیں تھا تو دین نہیں تھا۔ اور کتاب و سنت کی تعلیم کا باضابطہ انتظام نہیں تھا۔ لاہور کی ایک مسجد میں مثنوی کا درس تو ہوتا تھا لیکن قرآن کے درس کا کہیں رواج نہ تھا۔

حضرت لاہوریؒ نے یہاں قرآن کے درس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ انگریز نے ہمارا سب کچھ بگاڑنا چاہا۔ انگریز سمجھتا تھا کہ مولانا احمد علیؒ لاہور کی گلیوں میں پھر پھرا کر ختم ہو جائیں گے اور یہاں ان کا کوئی نام لینے والا نہ ہو گا۔ بہر حال ہمارے اکابر نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ایک وہ وقت تھا کہ لاہور میں میرا کوئی ضمانت دینے والا نہ تھا۔ گوجرانوالہ میں ہمارے ایک عزیز جو اسلامیہ کالج میں انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے اور ملک لال خان صاحب نے لاہور آ کر میرے چال چلن کی ضمانت دی حضرت لاہوریؒ کے دل میں

خیال آیا کہ لاہور کی بجائے حجاز کیوں نہ چلا جاؤں وہاں تشریف لے گئے یہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے وہاں جاکر استخارہ کیا۔ اور پتہ چلا کہ اللہ کی رضا یہ ہے کہ واپس لاہور جاؤ اور وہاں جاکر قرآن کی خدمت کرو۔ اس لیئے فرمایا کرتے تھے کہ میں لاہور آیا نہیں بلکہ لایا گیا ہوں، بھیجا گیا ہوں۔

حضرتؒ نے چودہ مرتبہ حج کیا۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ اے لاہوریو! قیامت کے دن میرا ہاتھ اور تمہارا گریبان ہوگا تم یہ نہ کہہ پاؤگے ربنا ماجاء نامن نذیر۔ یاد رکھو ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور آیا ہے۔ اللہ نے امتحان سے پہلے معلّم بھیجے ہیں بیشک نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب علماء ربانی آئیں گے لیکن مشن ان کا نبیوں والا ہی ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان میں ایک رسول بھیج جو تلاوت آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کے ساتھ ان کا تزکیہ بھی کرے۔ جتنے انبیاء کرام بھی تشریف لائے انہوں نے پہلے لا الہ الا اللہ پر محنت کی پھر پیغام رسالت پہنچایا اور ان کے دلوں کو شرک وکفر اور بدعت سے پاک صاف کیا۔ اور پھر اُن کے سامنے احکام شریعت کی تفصیلات بیان کیں۔ ہمارے دَور میں تعلیم قرآن وسنت کے ساتھ حضرت لاہوریؒ نے تزکیہ پر سب سے زیادہ زور دیا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت لاہوریؒ نے تزکیہ پر پوری زندگی گذار دی اور تزکیہ کے بغیر حضرتؒ کی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور نے تقریر کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے فرمایا یاد رکھو! اگر ہم لوگ اللہ کے دین کی خدمت نہیں کریں گے۔ تو اللہ کو بھی ہماری ضرورت نہیں وہ ہم سے بہتر لوگ لے آئے گا۔ قرآن میں آتا ہے کہ اے مسلمانو" اگر تم دین چھوڑ دو گے تو ہم دوسروں سے کام لیں گے۔ تاریخ انقلاب بغداد آپ حضرات کے سامنے ہے کہ جب مسلمانوں نے دین کا کام چھوڑ دیا تو اللہ نے دوسرے لوگوں سے کام لے لیا۔

؎ عمر پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

حضرت اقدس نے خطاب کے دوران حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ سنایا۔ اور انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اور فرمایا کہ جب کام لینا ہو تو اللہ تعالیٰ ایک غیر مسلم کو مسلمان بنا کر کام لے لیتا ہے۔ حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ آج ہم عمل سے کوسوں دُور ہوتے جا رہے ہیں۔ یاد رکھو اگر عمل کھوٹا ہوگا۔ تو کسی چیز کا اثر بھی نہیں رہے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اعمال صحیح کریں۔ کیونکہ

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں رکھتی طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں قرآن کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن کا مطالعہ انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے اور جس انسان کی کایا پلٹ جائے تو کائنات کی کایا پلٹنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مایۂ ناز فرزند حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۲ سال عمر پائی اور تقریباً ۶۰ سال تک دہلی میں جمعہ اور منگل کے روز درس قرآن دیا کرتے تھے جس سے انقلاب برپا ہو گیا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اے لاہوریو! مجھے اللہ نے تمہاری طرف مامور کیا ہے۔ کیونکہ میں بھی تمہاری طرح پنجابی ہوں اور تمہاری فطرت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ دیکھ لیجئے حضرت لاہوریؒ نے قرآن کے مطابق کام کیا۔ تو جہاں لاہور میں ان کا ایک ضمانتی نہیں تھا۔ جب وہیں سے جنازہ اُٹھتا ہے تو لاہور کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا گیا۔ آخر میں حضرتِ اقدس نے دُعا فرمائی اور آنے والے حضرات کا شکریہ ادا کیا۔ نماز عشاء کی امامت حضرتِ اقدس نے فرمائی۔ اور بعد میں شوریٰ کے اراکین کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

۱۹۔ مئی بروز بدھ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے مدرسہ البنات میں مختلف علاقوں سے تشریف لائے ہوئے احباب سے ملاقات اور رات کو کھانا اُن کے ساتھ کھایا۔

۲۰۔ مئی بروز جمعرات حضرتِ اقدس نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں بعد نماز مغرب مجلسِ ذکر منعقد کرائی اور خطاب بھی فرمایا۔ نماز کے بعد دُور دراز سے آئے احباب کی مشکلات سُنیں اور اُن کی تسلّی وتشفی فرمائی۔

۲۱۔ مئی بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اقدس نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد لوگوں کے مسائل سُنے اور ہدایات فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

ماہانہ مجلسِ ذکر

۲۰ر جون ۱۹۸۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب خضرا مسجد سمن آباد لاہور میں مولانا عبید اللہ انور ذکر کرائیں گے۔ دعوت عام ہے۔

بنات اسلام

حضرت بکارہ ہلالیہ رحمۃ اللہ علیہا

(محمد اسحاق بھٹی)

حضرت بکارہ ہلالیہ کا شمار عرب کی ان خواتین میں ہوتا ہے جو شجاعت و بسالت اور فصاحت و بلاغت میں بہت شہرت کی حامل تھیں۔ اور جن کی یہ خوبیاں زبان زدِ عام تھیں۔ یہ شعرو شاعری، نظم و نثر، خطابت اور انتخاب الفاظ میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔

جنگِ صفین میں

یہ وہ بہادر خاتون ہیں جو جنگِ صفین میں بھی شریک ہوئیں اور خوب دادِ شجاعت دی۔ اس جنگ میں یہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے تھیں۔ انہوں نے اس جنگ میں حضرت امیر المومنین کے حامیوں میں ایسی زوردار تقریریں کیں کہ ان کا خون جوش مارنے لگا اور تلواروں سے تلواریں ٹکرانے لگیں — میدانِ جنگ میں جب کہ معرکۂ کارزار خوب گرم تھا یہ بلا خوف وخطر ایسے مقامات پر پہنچتیں جہاں موت کی وادی بالکل قریب نظر آنے لگتی لیکن نہ ان کے دل میں کوئی دہشت پیدا ہوتی اور نہ مخالفین کی تواریں ان کا راستہ روک سکتیں!

زہد وعبادت

یہ انتہائی زاہدہ و عابدہ بھی تھیں۔ ان میں صرف یہی خوبی نہ تھی کہ فصاحت و بلاغت اور بہادری وبے خوفی میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا بلکہ زہد و عبادت اور خوفِ خدا میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھیں۔ صادق القول اور حد درجہ کی حق گو تھیں۔ غلط بیانی جان بچانے اور اپنے تحفظ کے لئے کوئی ایسا قدم نہ اٹھاتیں جو کسی صورت میں غیرتِ ایمانی اور عزتِ نفس کے خلاف جاتا ہو — ان کی زندگی کے لیل و نہار چونکہ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم کی نصرت و حمایت میں گذرے تھے اور اسی پاکیزہ خاندان میں ان کی ذہنی اور عملی تربیت ہوتی تھی۔ لہذا اسی سانچہ میں ڈھل گئی تھیں اور انہی عادات واطوار کو اپنا لیا تھا جو اس معزز ترین خاندان کے ساتھ مختص ہو چکا تھا نیکی و عبادت اور زہد و ورع میں یکتا اور اخلاق و کردار میں بے مثال اوصاف کی حامل تھیں۔ عہدِ طفولیت بھی نیکی کے ماحول میں گذرا۔ جوانی بھی بہترین حالات میں بسر ہوئی اور کہولت کی منزلیں بھی صاف ستھرے انداز سے طے کیں۔

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کے پاس مروان بن حکم اور عمرو بن العاص بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دیکھا ایک عورت آرہی ہے۔ عمر کے بوجھ سے جس کی کمر جھکی ہوئی ہے ہڈیوں سے گوشت اتر چکا ہے، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہیں، ہاتھ میں چھڑی پکڑ رکھی ہے اور دو خادم سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے قریب آئیں تو وقار و متانت کے ساتھ بولیں "السلام علیکم"! حضرت معاویہؓ دیکھ کر احتراماً کھڑے ہوگئے۔ اچھے الفاظ میں سلام کا جواب دیا اور ادب سے عرض کیا۔

"تشریف رکھئے"۔

مروان نے کہا۔ "امیر المومنین! انہیں پہچانتے ہیں یہ کون ہیں؟"

کہا۔ "کون ہیں؟"

کہا۔ "وہی جو صفین کے موقع پر ہماری مخالفت کر رہی تھیں

جب معرکہ کارزار گرم تھا تو یہ شعر پڑھے تھے:۔

"اے وہ لوگو! جو ہماری امداد کے لئے گھروں سے نکلے ہو تیز اور کاٹ دینے والی تلواروں کو میاں سے نکال لو۔

اور ان تلواروں کو اس زور اور عجلت سے چلاؤ کہ یہ دشمن کو ختم کر دیں اور ان کی لاشیں مٹی میں تڑپنے لگیں۔

آج فیصلے کا دن ہے اس میں طاقت کے جوہر دکھاؤ اور مخالفوں کو ہرگز دم نہ لینے دو۔

اپنی صفیں آراستہ کر لو مضبوط دیوار کی طرح کھڑے ہو جاؤ اور ان کے سینے چیر دو۔"

عمرو بن العاص نے کہا۔ امیرالمومنین! یہ وہی بڑھیا تو ہے جس نے کہا تھا:۔

"کیا ابن ہند (معاویہؓ) بھی کہیں خلافت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ سخت افسوس ہے اس کے ارادے صحیح نہیں۔ وہ انتہائی خود فریبی میں مبتلا ہے۔ عمرو اسے دھوکا دے رہا اور سعید اس کا ایک غلط مشیر ہے۔

اس کے اس خیال کی بلند پروازی کا خاتمہ کر دو۔ بہادرو! اس کے مقابلہ میں علی (رضی اللہ عنہ) عمدہ ترین اور بہترین انسان ہیں۔"

سعید نے عرض کیا ——

امیرالمومنین! یہ اشعار اسی نے تو پڑھے تھے

"بنو امیہ حقدارِ خلافت نہیں ہیں۔ یہ اتنا بڑا اعزاز انہیں زیب نہیں دیتا۔ زمانے نے کیسی عجیب و غریب کروٹ بدل لی کہ اب یہ لوگ ہمارے مقابلے کو نکلے ہیں۔ ان کو ہرگز کامیابی سے ہمکنار نہ ہونے دو اور ہر صورت میں آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امداد کرو۔ یاد رکھو محمدؐ اور آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھوکے رہ کر شجرِ اسلام کی آبیاری کی ہے۔ انہیں کبھی دھوکا نہ دو۔"

جب وہ خاموش ہو گیا تو حضرت بکارہ ہلالیہ رحمۃ اللہ علیہا بولیں معاویہؓ! تم نے ان کی زبانی میرا کلام سن لیا۔ میں نے نہ صرف یہ اشعار پڑھے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بہت باتیں کہی تھیں، اور میں اسے صحیح سمجھتی تھی۔ افسوس ہے ان لوگوں نے سب باتیں بیان نہیں کیں اور ان کے حافظے نے میرے ضروری اشعار بھی یاد نہیں رکھے۔ میں معذرت کے لئے تمہارے پاس نہیں آئی اور نہ کسی نوع کی ندامت کا اظہار کرتی ہوں۔ میں ان باتوں کی تکذیب نہیں کرتی تصدیق کرتی ہوں۔ مجھے افسوس ہے اب میرے خون میں وہ روانی باقی نہیں رہی میری صحت جسمانی جواب دے گئی ہے اور میری بینائی کمزور پڑ گئی ہے تم جو جی چاہے کرو میں نے تمہاری مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

اس خاتون کی جرأت کی داد دیجئے اور ساتھ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حوصلہ دیکھئے کہ فرماتے ہیں:۔

"بکارہ! آپ میرے نزدیک بدرجہ غایت قابل احترام ہیں میں آپ کی تکریم و توقیر کو حاصل زندگی سمجھتا ہوں۔ آپ کو نہ صرف میں کچھ نہیں کہونگا بلکہ کوئی بھی آپ کے خلاف زبان کو حرکت نہیں دے گا آپ جو جی چاہے کہئے۔ آپ کی تمام باتیں خندہ پیشانی سے برداشت کی جائیں گی۔ آپ کی ہر قسم کی ضروریات پوری کی جائیں گی —— اس کے بعد ان کو متعدد قسم کے تحائف پیش کئے اور عزت کے ساتھ رخصت کیا۔

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے —— مدیر

شعاعِ سیرت

تالیف: شمس الدین احمد حنفی

قیمت: ۱۲/-

ملنے کا پتہ: پاک اکیڈیمی دکان ۲۲ جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی

حنفیت کے بہت بڑے مناد و علمبردار جناب شمس الدین احمد حنفی بڑے دردِ دل رکھنے والے مسلمان ہیں۔ لکھت پڑھت آج کل ان کا مشغلہ ہے لیکن اس مشغلہ کا مقصد دینی اقدار کی ترویج ہے۔ اور بس۔ اور اسی جذبہ کی غماز زیر تبصرہ کتاب ہے۔ "شعاعِ سیرت" سیرت رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی تابناکیوں پر مشتمل ہے۔ ایک وفا شعار امتی نظم و نثر کا بڑا خزانہ اس کتابچہ میں اکٹھا کر دیا ہے جبکہ ابتدا میں وہ اکثر آیاتِ ربانی جمع کر دی گئی ہیں جو ذات رسالت سے متعلق ہیں۔ کاغذ کتابت اور طباعت سب کا معیار بہت بہتر ہے۔ یہ گلدستہ اس قابل ہے کہ عام ہو، ہر ایک تک پہنچے تاکہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔ اور اپنے آقا و مرشد اور ہادی و رہنما کی سیرت و اسوہ سے واقف ہو کر عمل کی راہیں آسان ہوں

معارف الحدیث اور اعمال قرآنی

نذیر سنز ۴۰ اے اردو بازار لاہور نے تھوڑے دنوں میں اشاعت کے میدان میں بڑا کام کیا ہے۔ زیر تبصرہ دو کتابوں میں دوسری یعنی "اعمال قرآنی" بہت ہی مشہور کتاب ہے۔ عالم اسلام کے نامور مصنف و مفکر اور مصلح و مربی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی کاوش کا نتیجہ۔ برصغیر میں کوئی قابل ذکر مکتبہ یا ادارہ نہیں جس نے اسے نہ چھاپا ہو لیکن مرشد تھانویؒ کا خلوص ہے کہ مانگ برابر ہے۔ —— نذیر سنز کے مالکان نے فہرست بنا دی ہے، عنوانات قائم کر دئے ہیں اور ایک نئے انداز سے اس کتاب کو چھاپ کر احسان کیا ہے —— دوسری کتاب مولانا عبدالعزیز کے قلم سے ہے ۴۴۴ صفحات ہیں معیار کتابت و طباعت اچھا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کتاب کے بعض عنوانات اہلسنت کے موقف حقہ کے منافی ہیں اور ارشاداتِ رسالت کو کھینچ تان کر کے من مانے معانی پہنائے گئے ہیں۔ یہ رویہ بہرطور اچھا نہیں ہے۔ جناب رسالتمآب علیہ السلام کی طرف کسی چیز کی نسبت میں غایت درجہ ادب و احترام کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بارگاہ کی گستاخی خرابی کا باعث بن جائے۔ قیمت ۱۸/- روپے ہے جبکہ اعمالِ قرآنی کی قیمت ۱۲/- روپے۔

مکتبہ محمودیہ ملتان کی مطبوعات

اس مکتبہ کی کتابوں پر پہلے بھی تبصرے ہو چکے ہیں۔ اس وقت خیر المصابیح مفتاح القرآن اور دیوان امین گیلانی ہمارے سامنے ہیں۔ پہلا رسالہ مخدوم العصار حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے ہے مسئلہ تراویح پر عالمانہ اور پُر وقار تحریر کا نادر و نایاب خزانہ، بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق۔ ۲۰ تراویح کے سلسلہ میں عام مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط

ڈھال۔ "مفتاح القرآن" مولانا عبدالمجید رامپوری کے قلم سے ہے۔ پورا رسالہ نظم میں ہے اور قرآن سے متعلق۔ عجیب و غریب نکات اس میں شامل ہیں۔ تیسرا رسالہ مشہور شاعر سید امین گیلانی صاحب کے تازہ کلام پر مشتمل ہے۔ امین صاحب توحید باری، ختم نبوت، عظمت صحابہ اور اسلاف کرام سے متعلق ان کا کلام بڑا پُرمغز ہوتا ہے اور پڑھنے کے قابل۔ ۲/۲۵، ۴/۵۰ اور ۵/۲۵ میں بالترتیب یہ رسالے مکتبہ محمدیہ نزد مدرسہ خیر المدارس ملتان سے دستیاب ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے رسائل

مجلس حضرت امیر شریعتؒ کا قائم کردہ وہ ادارہ ہے جس نے ملک اور بیرون ملک بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے متعلق شاندار خدمات سرانجام دیں۔ مختلف اوقات میں شاہ جی کے بعد خطیب پاکستان قاضی احسان احمد، متکلم اسلام مولانا محمد علی، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر فاتح قادیان مولانا محمد حیات اور شیخ الحدیث شیخ بنوری رحمہم اللہ کی سرپرستی اس جماعت کو حاصل رہی آج کل حضرت مخدوم ملت مولانا خان محمد صاحب کی قیادت میں جماعت سرگرم عمل ہے ملک میں اس کی متعدد شاخیں مرکزی، صوبائی اور اضلاعی دفتر ہیں ایک مستقل نظام ہے — مجلس ٹنڈو آدم شاخ کے کئی رسالے سامنے ہیں جو قادیانیت کے مختلف پہلوؤں پر ذمہ دار اصحاب قلم نے لکھے ہیں۔ ان رسائل میں مولانا لال حسین اختر کا رسالہ "حمل مرزا"۔ مولانا بنوری کا "دعوتِ اسلام"، حضرت مفتی محمد شفیع کا "دعاوی مرزا"، مولانا محمد یوسف لودھیانوی کے "مرزائی اور تعمیر مسجد" نیز "چودھری ظفر اللہ کو دعوت اسلام" مولانا محمد منظور نعمانی کا "قادیانیت کیا ہے؟" جناب رفیق گوریجہ کا "عدالتی فیصلہ"۔ "مرزا کی جھوٹی پیشین گوئی"۔ "خلیفہ قادیاں سے فسخ بیعت"۔ سندھی رسالہ "قادیانی عقیدہ"۔ روزنامہ جنگ کا ایک افتتاحیہ بنام "مرزا ناصر احمد مسلمانوں کی قوت برداشت کا امتحان نہ لیں"۔ اور "فیصلہ" شامل ہیں۔ ہر رسالہ تبلیغی مقصد کے لئے ہے — ۴۰ پیسے فی رسالہ ڈاک ٹکٹ بھیج کر مجلس تحفظ ختم نبوت ندوۃ العلوم جامع مسجد ٹنڈو آدم سندھ سے منگوائیں۔ زیادہ منگوا کر تقسیم کریں اور تبلیغ اسلام کا ثواب حاصل کریں۔

مکتبۃ السفیر لاہور کی کتابیں

جناب الاستاد مظہر علی ادیب کی کتاب "چادر اور چار دیواری"، ڈاکٹر ابوالفتح سندھی کی "ہجرت اور جہاد" اور مولانا احمد ایم اے کا رسالہ "سوفیہ" مکتبۃ السفیر کی تازہ پیشکشیں ہیں۔ "چادر اور چار دیواری" اسلام میں صنف نازک سے متعلق مسائل پر بڑی خوبصورت دلنشین اور پیاری کتاب ہے۔ "ہجرت و جہاد" "سیرت رسولؐ" اور اسلامی نظام حیات کے دو اہم باب ہیں۔ ڈاکٹر ابوالفتح صدر شعبہ تقابل ادیان و ثقافت اسلامی جامعہ سندھ کے ذمہ دار قلم کا شاہکار۔ "سوفیہ" قرطبہ کے ایک رئیس کی لڑکی کی داستان عبرت ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ پہلی کتاب ۷/۷۵، دوسری ۱/۷۵ اور تیسری ۹۰ پیسہ میں مکتبۃ السفیر نیا مزنگ لاہور سے دستیاب ہیں۔

سفر طویل ہے

الحاج
نسیم انصاری لکھنوی
پھول باغ لکھنؤ

بعید قبلۂ عالم ہے کیا کیا جائے
سفر طویل ہے دم کم ہے کیا کیا جائے

کبھی خوشی ہے کبھی غم ہے کیا کیا جائے
حیات شعلہ و شبنم ہے کیا کیا جائے

خدا پرست ہے پھر بھی بھٹک ہی جاتا ہے
خطا بھی فطرتِ آدم ہے کیا کیا جائے

کسی کے آگے نہ جھکتا ہے جو خدا کے سوا
ہر ایک در پہ وہ سر خم ہے کیا کیا جائے

کہاں سے لائیں مثال اُن کی کہتے تھے کفّار
ہر ایک آیت محکم ہے کیا کیا جائے

ہمیں رسول کی تعلیم عام کرنا ہے
حیات اس کے لیے کم ہے کیا کیا جائے

یہ جنگِ بدر میں کفار نے کیا محسوس
نبیؐ کی فوج منظم ہے کیا کیا جائے

یہ غم تھا کفر کو بت خانے ٹوٹ جائیں گے
یہ امر امرِ مسلّم ہے کیا کیا جائے

رسولِ پاک ہمیں بھی سکوں نہیں ملتا
ہماری آنکھ بھی اب نم ہے کیا کیا جائے

نبی کے حکم پہ چلتے ہیں جو خدا والے
اُنھیں پہ یورشِ پیہم ہے کیا کیا جائے

غمِ حبیبؐ سے فرصت نہیں کبھی ہمکو
نصیب میں یہی اک غم ہے کیا کیا جائے

تمہیں بتاؤ ہمیں اس سے روکنے والو
نبیؐ کا ذکر مقدّم ہے کیا کیا جائے

نہیں ہیں حضرتِ صدیقؓ تو مٹائے کون
جہاں میں فتنوں کا عالم ہے کیا کیا جائے

کریں تو کیا کریں اب یہ بتائیے فاروق
نظامِ عدل بھی برہم ہے کیا کیا جائے

بدلتے رہتے ہیں قرآن کو دشمن اسلام
غنی یہ غم ہمیں ہر دم ہے کیا کیا جائے

نہیں ہیں شیرِ خداؓ تو اِسے گرائے کون
بلند کفر کا پرچم ہے کیا کیا جائے

ہے آرزوئے حرم اور بیکسی کا ہے دور
نسیم رختِ سفر کم ہے کیا کیا جائے

ٹیلی فون نمبر ۶۴۹۸۴
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
قرآن پاک
پڑھئے ——— عمل کیجئے
——— اور دارین میں کامیابی حاصل کیجئے
بہترین طباعت سے آراستہ • عمدہ کاغذ • شاندار جلد
حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا
مترجم و محشیٰ
قرآن عزیز
خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
قسم اعلیٰ ۲۰/ روپے قسم اول ۱۰/ روپے قسم دوم ۵/ روپے قسم سوم ۵ روپے
ناشر
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور